SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 17, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past twelve in the afternoon with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

و ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ یاتیھا رز قھار
غد امن کل مکان فکفرت بانعماللّٰہ فاذا قھا اللہ لباس الجوع و
الخوف بما کانوا یصنعون۔ و لقد جآ ءھم رسول منھم فکذبوہ فاخذ
ھم العذاب و ھم ظلمون۔ فکلوا مما رزقکم اللّٰہ حلالاً طیباً و
اشکرو نعمت اللّٰہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔

ترجمہ۔ اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں ہر
طرح کا امن چین تھا اس کی روزی با فراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اللہ
کے احسانوں کی ناشکری کی پھر اللہ نے ان کے ان برے کاموں کے سبب
سے جو وہ کیا کرتے تھے یہ مزہ چکھایا کہ ان پر فاقہ اور خوف چھا گیا اور البتہ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 17, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past twelve in the afternoon with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و ضرب اللّہ مثلاً قریة کانت امنة مطمئنة یاتیھا رز قھار غد امن کل مکان فکفرت بانعماللّٰہ فاذا قھا اللہ لباس الجوع و الخوف بما کانوا یصنعون۔ و لقد جآ ء ھم رسول منھم فکذبوہ فاخذ ھم العذاب و ھم ظلمون۔ فکلوا مما رزقکم اللّٰہ حلالاً طیباً و اشکرو نعمت اللّٰہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔

ترجمہ۔ اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں ہر طرح کا امن چین تھا اس کی روزی با فراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اللہ کے احسانوں کی ناشکری کی پھر اللہ نے ان کے ان برے کاموں کے سبب سے جو وہ کیا کرتے تھے یہ مزہ چکھایا کہ ان پر فاقہ اور خوف چھا گیا اور البتہ

ان کے پاس انہیں میں سے رسول بھی آیا مگر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر
انہیں عذاب نے آ پکڑا ایسے حال میں کہ وہ ظالم تھے پھر تمہیں اللہ نے جو
کچھ حلال طیب روزی دی ہے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر کرو اگر تم
صرف اسی کو پوجتے ہو۔

(سورۃ النحل 112-114)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I will seek the House's guidance on the schedule that we have for today.

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان): جناب! سب سے پہلے تو آپ کے توسط سے میں ہاؤس سے معذرت چاہتا ہوں کہ ساڑھے دس بجے کا time تھا لیکن جیسے آپ کو علم ہے کہ PML(Q) کی پارلیمانی meeting چل رہی تھی اور لیڈر آف دی اپوزیشن available نہیں تھے تاکہ بیٹھ کر پروگرام جو ہے وہ بن سکے۔ جو ہاؤس بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں پروگرام بنا وہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر وہ پروگرام آپ بتا دیں گے۔تو پھر آگے بڑھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، سب سے پہلے فنانس منسٹر صاحب یا آپ lay کریں گے Defence related جو breakdown تھا وہ یہاں table کریں گے۔ We will table that اس کے بعد we will continue with our speeches, کچھ ہمارے speakers رہ گئے تھے۔ وہ اپنی تقاریر کر لیں گے اور in the meantime آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں پھر اگر ہاؤس چاہے کہ اس پر کوئی بولنا چاہتا ہے تو جتنے ہوں گے تو پھر اسی حساب سے پھر ہم وقت distribute ایسے کر لیں گے کہ تقسیم کتنے لوگ ہیں اور کتنے بولنا چاہتے ہیں اور کیسے ہے۔ وقت تقسیم کر لیں گے کہ کتنے لوگ ہیں اور کتنا بولنا چاہ رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر ظہر کی نماز اور lunch کے لیے break کر لیں گے اور جس طرح agenda ہوگا، اس کے مطابق اجلاس reconvene کر لیں گے تاہم شام چھ بجے تک ہم نے ہر حال میں بحث ختم کرنی ہے کیونکہ اسکے بعد وزیر خزانہ کی winding up speech ہو گی اور آخر میں ہماری Standing

Committee on Finance اپنی رپورٹ lay کرے گی۔ اس لیے میں تمام اراکین کا تعاون چاہوں گا کہ وہ وقت کی پابندی کریں اور میری راہنمائی بھی کریں۔

Now, I will take the leave applications and after that we will go on with the speeches.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: محمد انور بیگ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 14 اور 15 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیاء ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 15 جون کو اجلاسمیں شرکت نہیں کر سکی تھیں' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ ریحانہ یحییٰ بلوچ صاحبہ نے اپنے ایک قریبی عزیز کی وفات کے باعث مورخہ 14 تا 18 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ہمیں ان کے عزیز کی وفات پر بہت دکھ ہے۔ ہم سب ان کے ساتھ sympathise اور condole کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب فرمائے۔

ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 تا 15 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر خالد محمود سومرو ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 14 اور 15 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب نجم الدین خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے حلقے کے دورے پر ہیں، اس لیے مورخہ 16 اور 17 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, we will continue with the speeches on the budget.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, please take item No. 3, first.

Mr. Chairman: Sorry, item No. 3, please.

Discussion on the Budget 2008-09, along with Defence Services Budget

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میں آپ کا ایک منٹ لوں گا۔ میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لیے نہایت ہی اعزاز کی بات ہے۔

and it is a great honour for me today, at this historic moment to at least have taken the first step in bringing about transparency and discussion and moving a step further towards the sovereignty of Parliament.

جناب چیئرمین! اس سے پہلے تمام حکومتیں، جس میں ہماری حکومتیں بھی شامل رہی ہیں، آپ کو علم ہے کہ ڈیفنس بجٹ one liner رہا ہے اور اس پر کوئی خاطر خواہ بحث نہیں ہو سکی۔ اس دفعہ coalition حکومت اور بالخصوص جو Charter of Democracy جو محترمہ شہید بے نظیر بھٹو اور جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کے درمیان، پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) کے درمیان sign ہوا، اس میں بھی ہماری یہ commitment تھی کہ ہم ڈیفنس بجٹ کو زیر بحث پارلیمان میں لائیں گے، اس commitment کو مد نظر رکھتے ہوئے coalition کی تمام جماعتوں نے متفقہ طور پر اس بات کا فیصلہ کیا کہ ڈیفنس بجٹ اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کی تمام تفصیلات اس وقت ہمارے سامنے آ رہی ہیں لیکن کم سے کم جیسے میں

نے کہا کہ یہ پہلا قدم ہے اور انشاء اللہ جو اگلے سال کا بجٹ ہوگا' اس میں اس سے بھی زیادہ تفصیلات سامنے آئیں گی لہذا میں اب آپ کی اجازت کے ساتھ agenda پر item No.3 پڑھنا چاہوں گا۔

Mr. Chairman! I beg to lay on the table of the House, Service wise allocations of Defence Services Budget for 2008-09.

Mr. Chairman: The papers stand laid. Now, we will take up item No. 2.

(ڈیسک بجائے گئے)

ہمارے ابھی چند speakers رہتے ہیں اس لیے میں پھر آپ سے تعاون چاہوں گا کہ مہربانی کر کے وقت کاخیال رکھیئے گا۔ جان جمالی صاحب۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی (ڈپٹی چیئرمین): جناب چیئرمین صاحب! یہ روایت تو نہیں ہے کہ ڈپٹی چیئرمین ایوان میں کھڑا ہو کر بات کرے۔ آپ کی غیرموجودگی میں اس سیٹ پر بیٹھ کر ضرور remarks دیتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ویسے غیر روایتی ہیں۔

(قہقہے)

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی: غیر روایتی convention تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ جناب چیئرمین! میں تو یہ مسئلہ ایوان بالا میں Point of Order پر اٹھانا چاہتا تھا لیکن آپ نے کہا کہ یہ Point of Order نہیں بنتا ہے تاہم آپ مختصراً تقریر کر لیں۔ جناب والا! یہ ایوانسب صوبوں سے elect ہو کر معرض وجود میں آیا ہے' یہ صوبائی اسمبلیوں سے elect ہوا ہے' direct elections سے نہیں۔ Fiscal powers کے بارے میں ہم بجٹ میں سفارشات کر سکتے ہیں تاہم اس ایوان کی fiscal powers نہیں ہیں۔ کل مجھے وزیر اعلیٰ بلوچستان سے واسطہ پڑا تھا' ان کی ایک پوری ٹیم یہاں آئی ہوئی ہے۔ وفاقی بجٹ پیش ہو چکا ہے اور تین

صوبوں کے بجٹ بھی پیش ہو چکے ہیں لیکن صوبہ بلوچستان کا بجٹ پیش نہیں ہو پا رہا ہے۔ میرے صوبے کی حالت یہ ہے کہ آج وزیر اعلیٰ بلوچستان ایک درجن سے زیادہ وزراء کے ساتھ اسلام آباد آئے ہوئے ہیں۔ جناب والا! ہمارے پاس بجٹ بنانے کے لیے وسائل نہیں ہیں۔ اسحاق ڈار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ میرا واسطہ 1998 اور 1999 میں پڑتا تھا۔

جناب چیئرمین! ایک بھائی جو قدرتی وسائل سے مالا مال ہے لیکن اسے اپنے زیر زمین وسائل پر اختیار نہیں ہے۔ اس وقت فاروق نائیک صاحب بھی بالکل میرے الٹے ہاتھ بیٹھے ہوئے ہیں، الٹا ہاتھ نہیں، بلکہ انگریزی والا ہے، اکثر کا دل بھی الٹے ہاتھ ہوتا ہے۔ جناب والا! ہمیں آئینی ترامیم لانی پڑیں گیں۔ اگر آپ نے یہ ملک چلانا ہے تو میرے صوبے، پختونخواہ، سندھ اور پنجاب کو اختیارات ان کے وسائل پر دینے پڑیں گے۔ یہ وجہ کیوں بنی ہے؟ وجہ یہ ہے کہ جتنے بھی وسائل ہیں، وہ ہمارے آئین کے مطابق Federal subjects ہیں جو زیر زمین وسائل ہیں، یہ میرے صوبے کی کیفیت ہے۔

جناب والا! امن و امان کے سلسلے میں اس floor پر بہت باتیں ہوئی ہیں۔ میرے بلوچستان کے سب بھائیوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ آئینی حقوق کے بارے میں بھی باتیں ہوئی ہیں۔ Committees بھی بنیں ہیں، بلوچستان پر بنی ہوئی Committees کا حشر نشر بھی ہوا۔ آئینی کمیٹیاں بھی بنی لیکن کچھ عمل نہیں ہوا۔ میں اس گھرانے کا فرد ہوں کہ مسٹر جناح، ابھی وہ قائد اعظم نہیں بنے تھے، یہ 1934 میں ہمارے وکیل تھے۔ اب میں صوبائی مختاری سے بات آگے بڑھانے کے لیے مجبور ہو گیا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! اب وقت آ گیا ہے کہ اب ہمیں یہ وسائل دینے پڑیں گے۔ ہمیں خودمختاری عملی طور پر دینا پڑے گی۔ حق حاکمیت کے الفاظ آپ پریس میں سنتے رہے ہیں لیکن اب floor of the House پر بھی سنیں گے اور اب ان پر عمل کرنا پڑے گا کیونکہ وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے۔ نہیں تو چار بھائی اکٹھے نہیں رہ پائیں گے۔ اب یہ پوزیشن آ گئی ہے۔ جناب والا! میرا صوبہ تو strategically بہت important صوبہ ہے۔ افغانستان کے ساتھ میرا بارڈر 1200 کلومیٹر بنتا ہے، ایران کے ساتھ 900 کلومیٹر بنتا ہے اور 780 کلومیٹر میرے پاس coast

line ہے اور آبادی کیا ہے 85 لاکھ' 42.7% of Pakistan, اس طرح مستقبل تو میرا ہے۔ مجھے آپ ذمہ داری دیں۔ نواب اکبر بگٹی نے حساب نکالا تھا' جس کے مطابق 1955 سے لے کر ان کی موت تک 800 ارب روپے اسلام آباد کے ذمے بنتے تھے۔1955 سے سوئی گیس کے وسائل کمرشل ہوئے۔ جناب والا! یہ حساب کتاب دینا ہوگا۔ میں اپنے صوبے کو کب تک "ناں" کرسکوں گا' کب تک میں اسلام آباد سے بات کروں گا۔ حالات بہت تیزی سے آپ کے ہاتھ سے نکل رہے ہیں۔ وہ آپ خود محسوس کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے بھائیوں کو اکٹھے رکھنا ہے تو آپ کو immediately provincial autonomy دینا ہوگی۔ نہ صرف ہمیں بلکہ صوبہ سرحد اور سندھ کو بھی financial kick start دینا ہوگا اور اللہ کا شکر ہے کہ پنجاب خود کفیل ہے۔ وہاں بھی کچھ backward areas ہیں لیکن خوشی ہوتی ہے کہ یہ خود کفیل ہیں۔

جناب والا! یہ میری کچھ بنیادی باتیں ہیں۔ ہماری ایک بجے وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ meeting ہے' وہاں وزیر اعلیٰ بھی یہی مسئلہ اٹھانے کے لیے جا رہے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ہمیں اپنے وسائل پر اختیار نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! اگر یہ نہیں دیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی زندگی میں جیکب آباد بھی پاسپورٹ پر آؤں۔ ایسے حالات بن رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اللہ خیر کرے' ایسی بات نہیں ہوگی۔

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی: اللہ نہ کرے۔ اسی طرح اور باتیں ہیں۔ آپ ایک border free trading zone بھی نہیں بنا سکتے' ہمارے افغانستان اور ایران کے ساتھ تازہ حوالے ہیں' coast اور امارات کے ساتھ ہیں' آپ وہ نہیں کھول سکتے۔ ہم بیس بیس سالوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ ٹائی پتلون پہننے سے ہمارے مسائل اسلام آباد میں حل نہیں ہونے لگے۔ اگر آپ نے ملک کو چلانا ہے تو آپ کو ہمیں حقوق دینے ہیں۔ ہم وہ last of the Mohicans, federalists ہیں' اس میں' میں پیپلز پارٹی کے ہمارے دوست ہیں۔ We are the last. پھر آپ کو یہ نہیں ملیں گے۔ جب میں' جو کہ ایک pro-Pakistani ہوں' تو میں پھر ڈاکٹر عبدالمالک سے بھی زیادہ خطرناک ہو جاؤں گا اور دوسروں سے بھی زیادہ خطرناک ہو جاؤں گا۔ یہ کچھ الفاظ

تھے جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Dilawar Abbas.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مہربانی کریں۔ تمام ممبرز rules کو مہربانی کر کے observe کریں۔ جی دلاور عباس صاحب۔

سینیٹر سید دلاور عباس: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں تھوڑا سا وقت لوں اور بجٹ ۲۰۰۹ء - ۲۰۰۸ء پر بات کروں۔ میں روایتی بجٹ اور بجٹ کے items سے ہٹ کر تھوڑی سی بات بھی کرنا چاہوں گا اور سب سے پہلے میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ کوئی قوم، کوئی ملک تب ہی آگے بڑھ سکتا ہے، جب اس میں آگے بڑھنے کی strength اور ایک will ہو۔ چونکہ میں یہاں موجود نہیں تھا، اس لیے میں نے بجٹ تقریر سنی نہیں تھی۔ جو میں نے پڑھا ہے اس میں اپنی گورنمنٹ کے دیئے ہوئے بڑے بڑے parameters دیکھے اور ان ہی خطوط پر چلتے ہوئے بجٹ کو پیش کیا گیا ہے اور وہ نظر آرہے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے کہ Finance Minister نے کہا کہ ۱۹۹۴ء میں انہوں نے پہلے بجٹ پیش کیا تھا جو اس وقت حجم کے لحاظ سے ایک چھوٹا بجٹ تھا اور اس میں جو provisions تھیں وہ بھی تھوڑی اور محدود provisions تھیں۔

آپ نے دیکھا کہ یہ اسی طرح mega budget ہے، micro budget ہے اور اس میں تمام بڑی بڑی چیزیں ہیں، جن کی بنیاد اور جن کی bases وہی نظر آتی ہیں جو ہمارے projects میں تھیں مثلاً development کا size, growth کا size, distribution of wealth at certain levels and demolishing the disparity amongst the groups of the society

تو جو effort کی گئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر effort ہے but کچھ چیزیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف توجہ نہیں دی گئی یا جن کی provision مجھے نظر نہیں آتی اور وہ

ایک subject ہے جس پر میں تھوڑا سا کام کرتا ہوں اور میں نے کام کیا ہے اور سمجھتا ہوں کہ energy جو کہ اس وقت ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ' مطلب food کے ساتھ ساتھ food and water availability کے ساتھ ساتھ energy جو ایک سب سے بڑا مسئلہ ہے' اس پر میں بات کرنا چاہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کسی صورت میں depend نہیں کرنا چاہیے جو کہ پچھلی حکومت کے کوئی بارہ سو میگا واٹ کے projects ہیں in pipeline جن میں سے کچھ مارچ میں اور کچھ جون ۲۰۰۹ء تک complete ہوں گے اور ان کی details میرے پاس موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بارہ سو میگا واٹ کا claim کرنا یا یہ کہہ دینا کہ جی یہ بجلی آ رہی ہے اور اس سے پانچ ہزار میگاواٹ کا shortfall پورا ہو جائے گا ' میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی بہت اچھا نعرہ ہے کہ یہ دیا جائے اور عوام اس پر خوش ہو جائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ practical کام کرنا بڑا ضروری ہے اور practical کام ہے کہ ایک cheap resource of energy سے جو کہ پانی ہے' اس کے resources کو develop کر کے آپ پروجیکٹ لگائیں - یہ کالا باغ ڈیم کو scrap کرنا' بھاشا ڈیم پر slow ہو جانا تو اس سے حالات بالکل اسی طرح ہو جائیں گے جیسے غازی بروتھا کے ساتھ ہوئے تھے کہ ۸۰ء میں conceive ہوا' ۱۹۹۴ء میں وہ بننا شروع ہوا and then it was stopped because Federal Government funds matching نہیں کر سکی اور ورلڈ بینک نے وہ پراجیکٹ stop کر دیا تھا - پھر ۲۰۰۳ء میں جا کر غازی بروتھا میں دوبارہ آپریشن شروع کیا اور یہ مکمل کیا گیا - میں سمجھتا ہوں کہ اگر hydel dam سے آپ عوام کو سستی انرجی' انڈسٹری کو سستی انرجی نہیں دے سکیں گے ' resource نہیں دے سکیں گے تو کسی صورت بھی نہ یہ ملک ترقی کرے گا اور نہ یہ disparity جو کہ ضرورت سے زیادہ بڑھتی جا رہی ہے ' اسے ختم کیا جا سکے گا - اس چیز کی طرف توجہ دینی چاہیے تھی اور اس کے لیے funding ابھی allocate کر کے اس بجٹ میں reflect کروانی چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ضروری ہے کہ آپ hydel کے projects کی طرف توجہ دیں ' تھرمل کے projects آئندہ جیسے کہ آپ کے علم میں ہے کہ جس طرح crude اور petroleum products کی prices اوپر جا رہی ہیں you will not be able to afford

میں سمجھتا ہوں کہ کسی صورت میں بھی آپ thermal projects support نہیں any more کر سکیں گے ۔ آپ اکیس cent, بائیس cent پر اپنے عوام کو یہ بجلی کس طرح مہیا کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت سے ایک غلطی یہ ہوئی تھی کہ وہ commitment, کہ گھر گھر بجلی پہنچانے کی جو commitment کر دی اور پیچھے بجلی کے resources ہم generate نہیں کر سکے۔ جب تک ایک یا دو mega hydel projects آپ کے سامنے نہیں آئیں گے، آپ ان کو نہیں لائیں گے، ان پر seriously کام نہیں کیا جائے گا، کسی صورت میں بھی کوئی بجٹ کسی طرح عوام کو ریلیف نہیں دے سکے گا۔ اس کی طرف توجہ دی جانی چاہیے تھی اور اس کو ابھی بھی seriously لیتے ہوئے funds کی allocation کی جائے اور consensus develop کیا جائے۔ ابھی بھی کالا باغ ڈیم کے issue کو دیکھیں جی جو major دو allies ہیں، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نواز گروپ ، basically اگر جھگڑا بھی کیا جاتا ہے تو پنجاب کے ساتھ کیا جاتا ہے اور سندھ main ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اے این پی کے جو objections ہیں یا فرنٹیئر کے ، وہ بھی basically دور کیے جا سکتے ہیں ۔ اس لیے یہ consensus develop کر کے دوسرے mega project سامنے لائے جانے چاہییں اور اس پر کام ہونا چاہیے اور بجٹ میں اس کی allocation seriously reflect ہونی چاہیے۔ آپ بالکل اس صورت میں کام نہ کریں کہ تھرمل will be the ultimate solution for the problems of the energy in Pakistan. آپ کسی طرح نہ industrial growth دے سکتے ہیں، نہ آپ اپنی ایکسپورٹ بڑھا سکتے ہیں۔ اگر آپ اتنی مہنگی انرجی اور پاور provide کریں گے اور ان bases پر کریں گے کہ only اس وقت آپ کے پاس solution تھرمل ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہ آگے بڑھے گی اور نہ چلے گی۔ اس لیے اس کو بہت seriously لینا چاہیے تھا اور اس بجٹ میں یہ reflect کرنا چاہیے تھا ۔ اب میں petroleum products کی طرف آتا ہوں۔ آپ کو پتا ہو گا اور یہ بات میں کئی forums پر پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ۲۰۱۰ء onward ہماری گیس کی situation will be deteriorating اور ۲۰۱۲ء میں ہمارا اتنا بڑا dip ہو گا اور یہ میں گورنمنٹ کو بھی اپنے اس ہاؤس کے توسط سے بتانا چاہتا ہوں تاکہ یہ بات گورنمنٹ غور سے سن لے کہ ۲۰۱۲ء تک اتنا بڑا dip آئے گا کہ آپ کے پاس domestic

گیس دینے کے لیے کوئی source available نہیں رہے گا اور جتنی shortage جو کہ سامنے نظر آ رہی ہے ' اس کے ہوتے ہوئے بھی میں نے اپنی capacity میں as Chairman IPI, Iran-Pakistan-India Gas Pipeline کو full اہمیت دی ہوئی تھی' مکمل اہمیت کے ساتھ اس پر کام کیا گیا اور سولہ نومبر ۲۰۰۷ء کو initial کیا گیا IPI کا mother agreement. اب اس agreement کو سائن کرنا ' اس کو آگے بڑھانا' اس کے لیے allocation provide کرنی اور political will show کرنی ہے۔ میں بجٹ میں اس کے لیے کوئی provision نہیں دیکھ رہا۔ یہ mega projects سات سات بلین ڈالرز کے ہیں ' ان کی funding کے لیے پاکستان گورنمنٹ کو اپنا resolve show کرنا ہو گا to the outside world کہ ہم matching funds لائیں گے which are not being provided and I feel, these are the very serious things. بجٹ کی جو minor provisions ہیں ' یہ show کرنا کہ یہ فنڈ ہم دیں گے ' اتنے پیسے اس کو دے دیں گے' یہ کر دیں گے' یہ تب ہو گا جب آپ کے پاس اپنے main resources available ہوں گے ۔ آج جو provincial autonomy کی باتیں ہو رہی ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ provinces کو ان کا حق ملنا چاہیے اور پھر وہ فیڈریشن سے negotiation کریں کہ on what price they want to sell? How they want to sell? کیا mechanism ہو گا اور میں سمجھتا ہوں کہ تھر میں coal کا اتنا بڑا ذخیرہ tapped ہے' مجھے بجٹ میں کہیں نظر نہیں آیا کہ اس کی development کے لیے کیا پروگرام ہے' کتنے فنڈز مخصوص کیے گئے ہیں۔

That is another cheeper resource of power generation and energy solution but I don't think so

کہ اس کی طرف کوئی proper توجہ دی گئی ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے پوری efforts کیں at the same time میں یہ کہنا چاہوں گا کہ provinces کو show کرنا چاہیے کہ انہوں نے اس سلسلے میں اپنی capacity building کی ہے ۔ Thar Coal کیوں exploit نہیں ہوا کہ ابھی تک

Sindh has not been able to show the capacity building , attract the

investors or get the investors to come and start exploration and production of coal

جس سے آپ آگے power generation میں جا سکتے ہیں لیکن صرف باتیں کرنے کے بعد کوئی عمل نہ کرنا اور اس طرح چار، پانچ سال گزار دینا ملک کے interest میں نہیں ہے اور اس میں مجھے کوئی long run vision نظر نہیں آ رہا کہ یہ resources جب تک develope نہیں کیے جائیں گے، آپ سب بجٹ دے لیں گے، ایک دفعہ دے لیں گے، دوسری دفعہ بجٹ میں آپ کے پاس کوئی ایسی provision نہیں ہو گی، جہاں سے آپ ultimately industrial growth کو دیکھ سکیں، exports کو دیکھ سکیں۔

یہ اچھی بات ہے کہ آپ اتنا vision show کر رہے ہیں but I think کہ آپ کو matching resources دکھانے ہیں کہ آپ نے کس طرح built up کیا ہے اور کن basis پر built up کر رہے ہیں۔ اگر گورنمنٹ یہ نہیں کرے گی، میں نہیں سمجھتا کہ اس ملک کی prosperity یا اس ملک کی economic growth, it is in the vision of the 2010 or 2015. Budget must reflect ٹھیک ہے، آپ دیکھیں جس طرح دنیا میں energy crises آئے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے ملکوں نے دوسرے ملکوں میں جا کر energy resources acquire کرنے شروع کر دیے ہیں۔ اسی طرح اب agriculture کی طرف بھی یہی ہونے لگا ہے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ Government of Pakistan and UAE Government کی ایک contract پر deal ہو رہی ہے جس کے تحت UAE Government, Pakistan Government سے 15000 ایکڑ لے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ "اول خویش، بعد درویش" ہونا چاہیے، پہلے اپنے لوگوں کو prompt کرنا چاہیے، ان کو incentives دینے چاہییں، ان کی capacity building کرنی چاہیے کہ وہ اپنے ملک کے لیے کام کریں کیونکہ آگے چل کر یہ resources ہمیں خود چاہیے ہوں گے۔ جس طرح food crisis آ رہے ہیں، world میں پام آئل کی prices پانچ گنا بڑھ گئی ہیں what we are doing? سوائے Sunflower کے کوئی encouragement نہیں ہے which can't meet our requirements that easily. میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے پروگرام بھی بجٹ میں reflect کرنے چاہییں future

domestic strength کرنے کے لیے۔ اگر آپ کی strengthen کو economic policies
agriculture پر ہے تو اس میں strength show ہونی چاہیے۔ ہم نے کھالے پکی کرنے کے
پروگرام دیے، پانی کی بہتر رسائی کے لیے پروگرام دیے لیکن جب تک وہ practically
implementation نہ ہو، دہقان تک نہیں پہنچے گا تو پھر وہ نوبت نہ آجائے کہ

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

یہ حالات نہ ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس سیاست کا زمانہ نہیں ہے، ایک NRO آیا ہے، reconciliation ہے، political stability لینے اور لانے کے لیے large heartedness show کرنی چاہیے۔ ایک ہی issue کو لے کر اس پر بیٹھے رہنا اور اپنی ملکی سالمیت کو داؤ پر لگا دینا، یہ نہ political leadership ہے اور نہ یہ statesmanship ہے۔ We should grow out of it, we should show magnanimity, we should show tolerance, we should show accommodation and ایک دوسرے کو راستہ دینا چاہیے۔ یہ جو واپس اسی طرف جانے والی باتیں، پھر وہی political کشمکش، وہی کھینچا تانی ultimately where it will end up? یہ بجٹ وغیرہ سارے everything will be ruined and destroyed اگر آپ نے اپنی political will and political leadership کو اس راستے پر نہ ڈالا، آپ اس ملک کی بہتری کے لیے visionary approach کے ساتھ اگر اپنے پروگرام نہ دے سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

energy resources, agriculture and hydel power development programmes

کو بجٹ کا حصہ بنا کر اس کی full allocation show کرنی چاہیے تھی۔ باقی پروگرام ٹھیک ہے کیونکہ اس میں بہت سی چیزیں میرے colleague Senator Haroon Akhtar Khan کی speech میں دیکھی ہیں، انہوں نے technical and numerical areas cover کر دیے تھے تو اس لیے میں گورنمنٹ کو point out کر رہا ہوں اور بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنے energy resources پر توجہ دیں اور اس کے لیے practically کام کیا جائے on the gournd it should show and appear کہ یہ کام ہوا ہے اور یہ کام ہو رہا ہے۔ ہم نے پانچ سال میں اگر

تھرمل کے چھ یا آٹھ پراجیکٹ جو کہ مارچ، جون اور دسمبر 2009 تک complete ہوں گے، جن کا credit اب اس گورنمنٹ کو جائے گا یا یہ لینا چاہ رہے ہیں

but that is not sufficient. By the time those will be completed, your shortfall will be about 7000 to 8000 mega watts.

اگر آپ ملک کو ترقی پزیر دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ projects کرنے ہوں گے۔ Hydel کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ political government and political parties, consensus نہیں لا سکتیں، تو پھر کوئی بھی consensus نہیں لا سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کو اس وقت اپنا resolve show کرنا چاہیے

they should get out of all the other things. Restoration of judges is a good thing but don't make it an issue at the national level to that extent

کہ آپ اس کے لیے سب کچھ stand still کر دیں۔ جو important issues ہیں، گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دینی چاہیے اور اس کی allocation بہت ضروری ہے

and it must reflect because it will show the will of the nation that it wants to grow, economically get strong and can improve the living conditions of the people of Pakistan. Thank you very much sir.

(Desks thumping)

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Safdar Ali Abbasi, you want to speak now?

اچھا ٹھیک ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ ہمارے فاضل ارکان نے تقریباً ہر پہلو پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا۔ بہرحال میں اتنا عرض کروں گا کہ موجودہ صورت حال ابھی تک عوام کی مشکلات اور ملک کو درپیش بحرانوں کے لحاظ سے جوں کی توں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اٹھارہ

فروری کے بعد آج اٹھارہ جون ہے' چار مہینے یعنی 120 دن گزر چکے ہیں۔ اٹھارہ فروری کو عوام نے دو بڑی جماعتوں کو بہت بڑا مینڈیٹ دیا اور ہم نے ان دونوں بڑی جماعتوں کے اتحاد کو welcome کیا' ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں' ہم انہیں مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر چھوٹی' چھوٹی باتوں پر ان کی مفاہمت نہ بھی ہو لیکن ایک دوسرے کے ساتھ گزارہ کریں' لچک کا مظاہرہ کریں اور دونوں مل کر ان عظیم چیلنجوں کا سامنا کریں اور دونوں مل کر اس کشتی کو منجدھار سے نکالیں۔ اس لیے ہم سب نے کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ ہمیں انشاء اللہ جمہوریت بہت مستحکم نظر آ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان 120 دنوں میں ہم نے کوئی خاص تبدیلی محسوس نہیں کی اور میرے محترم وزیر اعظم صاحب نے سو دن کی ایک معیاد دی تھی' وہ بھی پوری ہونے کو ہے لیکن ان 100 دنوں میں بھی قوم کو 1% روشنی کی کرن نظر نہیں آئی۔ یہ ایک بہت بڑا امتحان ہے اور عوام کی مشکلات مزید بڑھ گئی ہیں۔ قحط کی صورت حال ہے' لوگ خود کشیاں کر رہے ہیں۔ بجلی' پانی کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ Law and order تباہ و برباد ہے۔ پچھلی حکومت کو اللہ نے ایک موقع دیا تھا لیکن ان کی تان ایک ہی بات پر ٹوٹتی تھی کہ دیکھیں کیسی اعلیٰ جمہوریت ہے کہ اسمبلی نے اپنی معیاد پوری کی۔ مجھے اس بات پر بڑا تعجب ہوتا تھا کہ اسمبلی کو اپنی میعاد پوری کرنا اور پچھلی اسمبلیوں کو میعاد نہ کر سکنا' اس میں بڑاواضح فرق تھا۔ پچھلی اسمبلیوں میں ایوان صدر' وزیر اعظم اور Parliament کے درمیان رسہ کشی ہوتی تھی' محاذ آرائی ہوتی تھی' اس لیے اس محاذ آرائی میں کبھی کوئی گر جاتا تھا' کبھی دوسرا گر جاتا تھا۔ کبھی غلام اسحق خان کو استعفیٰ دینا پڑتا تھا' کبھی وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا پڑتا تھا۔ اس اسمبلی کی وہ صورت حال نہیں تھی' اس اسمبلی کی حیثیت ایوان صدر کے ایک گھوڑے کی تھی' وہ اس پر سواری کر رہا تھا' صدارت اور اسمبلی میں کوئی جھگڑا نہیں تھا' وزیر اعظم وہی ہوتا تھا جو صدر چاہتا تھا' اسی وجہ سے تین وزیر اعظم بدلے گئے۔ یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں تھا' اگر یہ میعاد دس سال بھی ہوتی تو اس صورت حال میں یہ اسمبلی دس سال بھی پورے کرتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کے دوران اقتصادی بحران پیدا ہوا' جناب وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب کی اقتصادی اور معاشی پالیسیاں تھیں' آپ ہم سے بہتر سمجھتے ہیں' ہم اس میدان کے اتنے ماہر نہیں ہیں لیکن وہ پہلے دن سے کہہ رہے تھے کہ میں پاکستان کو Asia کا tiger بنا دوں گا۔ میرا دوسرے دن بیان

آیا تھا کہ خدا نہ کرے کہ ہمارا ملک صومالیہ نہ بن جائے اور وہی بن کر رہا' آج ان کا محاسبہ کیوں نہیں کیا جاتا' ہمارے قابل احترام تھے' دوست تھے لیکن انہوں نے کسی وقت بھی ہمارا کوئی مسئلہ serious نہیں لیا تھا۔ آج ملک اقتصادی بحران میں مبتلا ہے اور اس کی کیا وجہ ہے کہ ان سے بازپرس نہیں کر سکتے' یہ ساری چیزیں ہمیں وراثت میں ملی ہیں اور ملک کہاں پر پہنچ گیا ہے۔ نئی حکومت نے کہا ہے کہ اربوں' کھربوں روپے کے قرضے معاف کئے گئے ہیں' کیا موجودہ حکومت کا فرض نہیں ہے کہ اس 120 دنوں میں کم از کم ان بڑے مگرمچھوں پر ہاتھ ڈالا جاتا' قرضے معاف کرائے گئے اور کون کھا گیا' Senate اور Assembly میں اس کی تفصیلات آئی ہیں۔

ہمارے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ آٹے اور دوسری چیزوں کے بحران کے پیچھے کچھ شرفا کے ہاتھ ہیں' وہ ذخیرہ اندوزی کر رہے ہیں۔ کیا ہم ان شرفا کو بے نقاب نہیں کر سکیں گے؟ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے لیے عدلیہ کے بحران کا مسئلہ بنا ہوا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ عدلیہ کا بحران اتنا لمبا نہیں ہونا چاہیے تھا اور کاش! وزیر اعظم پہلی تقریر میں دو جملے بول دیتے کہ جج اپنی حالت پر بحال ہو گئے ہیں۔قوم اتنی tension میں نہ رہتی' نہ لانگ مارچوں کی ضرورت ہوتی' آج یہ مسئلہ ججوں کا توں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ عدلیہ کے جج 2 نومبر کی position پر بحال ہو جائیں لیکن میں ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا مسئلہ صرف ججوں کا نہیں ہے' جج ایماندار ہونے چاہییں' آزادمنش ہونے چاہییں' انصاف کے علمبردار ہونے چاہییں پھر شاید اس سے کچھ مسئلہ حل ہو جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہمارا اصل مسئلہ یہ عدالتی نظام ہے' ہم کئی سالوں سے اس عدالتی نظام کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ ہمیں اس عدالتی نظام کو A to Z تبدیل کرنا ہو گا۔ اس عدالتی نظام اور سامراجی نظام کو انگریز نے ورثے میں چھوڑا ہے' یہ عدالتی نظام ملک کے مسائل حل نہیں کر سکتا ہے' یہ عدالتی نظام غریب کی دہلیز پر انصاف نہیں پہنچا سکتا ہے' اس عدالتی نظام میں انصاف بیچا جاتا ہے' نوٹوں پر تولا جاتا ہے' قاتل کو مقتول اور مقتول کو قاتل بنایا جاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ انصاف بکنے والی چیز ہی نہیں ہے' چاہے سستی ہو یا مہنگی ہو' وہ گھر تک پہنچانا ہو گا۔ انگریز نے ایک system غلام ملک کے لیے بنایا تھا جیسے جیل خانے کے الگ قوانین ہوتے ہیں۔ جیل خانے میں ایسے قواعد بنائے جاتے ہیں کہ قیدی شکنجے میں رہے' مشقت میں رہے' چکی پر آٹا پیستا

رہے' اس کو سر کھجانے کی فرصت نہ ہو تو انگریز نے ڈیڑھ سو برس اسی عدالتی نظام کی طرح حکومت کی۔ ہم اس مصیبت میں پھنس گئے اور انصاف دوسری' تیسری نسل کو بھی نہیں مل سکا ہے' ہم عدالتوں اور کچہریوں کے چکر میں ہیں۔

ہم نے 85 میں شریعت بل پیش کیا تھا اور اس پر تقریباً 93 تک جھگڑا رہا' اس شریعت بل میں نمازیں' روزے' وضو' تسبیح اور پگڑیاں نہیں تھیں' شریعت بل کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ عدالتی نظام یکسر تبدیل کیا جائے اور اس میں صدر کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ ایک شہری اور ایک صدر مملکت عدالت کی نظر میں برابر ہوں' صدر کوئی قدغن نہ لگا سکے' اس شریعت بل کی 13 دفعات عدالتی نظام کے بارے میں ہیں۔ چوہدری محمد افتخار صاحب ہوں یا ڈوگر صاحب ہوں' کوئی اس عدالتی نظام کے ذریعے انصاف دینا چاہے تو نہیں دے سکتے' یہ نظام ایک کچرا گاڑی ہے' یہ 1870 کا نظام ہے۔ یہ گاڑی اس زمانے میں نہیں چل سکتی' اگر اس پر حضرت عمر کو بھی driving کے لیے بٹھادیں تو وہ اس نظام سے قوم کو انصاف' اعتماد اور عدل نہیں دے سکتے۔ اس سارے نظام کو یکسر بدلنا ہو گا کیونکہ اب ملک قید خانہ نہیں ہے' ملک آزاد ہے۔ ہماری یہ گزارش ہو گی کہ عدلیہ کی بحالی کے بعد Parliament, Senate اور قومی اسمبلی مل کر اس عدالتی نظام کو مؤثر اور بہتر بنانے اور اس کو صاف اور شفاف کرانے میں مدد دے۔

میں تیسری بات مختصر کروں گا کیونکہ وقت کم ہے کہ ہماری ساری بربادیوں اور مصیبتوں کی بنیاد خارجہ پالیسی ہے' یہ عدالتی بحران بھی خارجہ پالیسی سے شروع ہوا ہے۔ ہمارے ججوں نے مختلف چیزوں میں ہاتھ ڈالنا شروع کیا' وہ گمشدہ افراد کی طرف متوجہ ہو گئے' وہ لال مسجد کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اسی Supreme Court نے فیصلہ دیا کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو دوبارہ بنایا جائے اور قاتلوں کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے' اور ملزموں کے خلاف FIR درج کی جائے' وہ گمشدگان کے پیچھے لگ گئے۔ وہاں پر بھی آقائے بہادر America بیچ میں کود پڑا۔ ہماری خارجہ پالیسی کچھ بھی نہیں ہے' یہ خارجی پالیسی ہے' خارجی پالیسی کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ خارج میں بنتی ہے' اس کا تعلق باہر سے ہے۔ میں موجودہ حکومت سے کہتا ہوں کہ خدا را! عوام نے آپ کو mandate دیا ہے' نواز شریف صاحب اور زرداری صاحب کو mandate دیا ہے' اس خارجہ پالیسی سے نکلنے کے لیے غلامی کے شکنجے سے نکل جائیں اور دہشت گردی' خودکش حملوں اور

جو عذاب قبائل میں ہے، وزیرستان میں ہے، ان سب سے بچ جائیں ورنہ وہ آگ یہاں پر آ رہی ہے۔ آج قاضی صاحب مجھے کہہ رہے تھے کہ وہ یہاں پر نہیں پہنچ سکتے، میں نے کہا کہ وہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ خود کہتے ہیں کہ آپ نے 11 خودکش اسلام آباد میں لانگ مارچ کے دوران ابھی پکڑے ہیں، آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ دو بڑی گاڑیاں بارود سے بھری رات کو پکڑی گئی ہیں۔ میں نے رحمٰن ملک صاحب کو کہا کہ آپ ان کو قوم کے سامنے کیوں نہیں لاتے، ان 11 خودکشوں میں سے آپ دو media پر دکھائیں کہ یہ لوگ کون تھے اور کیسے آ رہے تھے۔ قاضی صاحب جو پہلے ہمارے minister تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ کہہ رہے ہیں، یہ اٹک cross نہیں کر سکتے، مگر یہ ادھر اسلام آباد میں دندناتے پھر رہے ہیں، یہ آگ کس نے لگائی ہے۔ خدا کے لیے آپ اس آگ کو بجھائیں۔ ہمارے وزیر دفاع صاحب، وزیر خارجہ صاحب، مجھے دکھ ہے کہ وہ وہی بولی بولتے ہیں جو مشرف صاحب بولتے تھے اور وزیر دفاع صاحب مش سے نہیں، مشرف اور Bush سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ ہمارے وزیر دفاع اتنے زور شور سے باتیں کرتے ہیں جب کوئی حادثہ ہوتا ہے کہ Bush بھی ایسا نہیں کرتا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ہزاروں فٹ بلندی سے بم کو نہیں روک سکتے، خدا نہ کرے کہ اگر وہ یہاں Parliament پر بم پھینکنا چاہیں، کہوٹہ پہنچ جائیں، ایوان صدر پہنچ جائیں تب بھی ہمارے وزیر دفاع یہ کہیں گے کہ ہمارے پاس ان بموں کا علاج نہیں ہے۔ ہم ماشاء اللہ ایٹمی قوت ہیں، ہمارے پاس ایمان سے بھرے ہوئے فوجی ہیں، ہمارے 16 کروڑ عوام اپنی آزادی کو سمجھتے ہیں، یہ عراق، ایران اور افغانستان سے ہزاروں قدم آگے اپنا دفاع کر سکتے ہیں لیکن ہمارے وزیر دفاع ایسی کمزور باتیں کرتے ہیں اور زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت ان پالیسیوں پر کاربند رہے گی تو یہ شر، فساد اور خانہ جنگی ختم نہیں ہو گی۔ خدارا! اس کو سب سے پہلے روکیں۔ ہم آج الزامات بھی لگا رہے ہیں کہ یہ پیپلزپارٹی کے دور سے پالیسی بنی ہے، کوئی کہتا ہے کہ نواز شریف صاحب نے بنائی تھی، کوئی کہہ رہا ہے کہ مشرف صاحب نے بنائی تھی، ایسی باتوں میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بدقسمتی ہماری سب سیاسی پارٹیاں اس دوڑ میں لگی ہیں کہ America بہادر ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ وہ الزامات بھی صحیح ہیں۔ قرآن میں ہے کہ یہود نے کہا کہ نصاریٰ ایسے ہیں، بُرے ہیں اور پھر نصاریٰ نے کہا کہ یہود ایسے ہیں، (عربی) تو عبداللہ ابن عباس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے چچازاد بھائی جو کہ بہت بڑے مفسر تھے' انہوں نے فرمایا کہ دونوں سچ بول رہے ہیں' دونوں ایک دوسرے کے بارے میں سچے ہیں۔ اب جو بھی ہوا ہے آپ ایک دوسرے پر الزامات لگا رہے ہیں لیکن یہ ساری مصیبت ہم پر لائی گئی ہے۔ اب خدارا اس دہشت گردی کے کھیل سے نکلیں' آپ دنیا کو بتائیں کہ دہشت گرد کون ہے اور دہشت گردی کی definition کیا ہے۔ اقوام متحدہ میں جائیں' سلامتی کونسل میں جائیں' terrorism کی ایک خاص تعریف ہوتی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ براہ کرم ان پالیسیوں پر ہماری حکومت' جس میں کہ جمعیت علمائے اسلام بھی ہے' نواز شریف صاحب ہیں' MQM بھی ہے' جس میں جناب آصف زرداری صاحب بھی ہیں' اس سے اعلیٰ موقع کبھی نہیں آ سکتا کہ سب مل بیٹھیں' حقیقت میں اس وقت آپ کی کوئی اپوزیشن نہیں ہے' آپ واحد خوش قسمت حکومت ہیں کہ برائے نام اپوزیشن ہے' fundamentalist یعنی friendly, آپ کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے' آپ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مغربی قوت کو بتائیں کہ ہم ایک آزاد ملک ہیں' آئے دن ہم پر کیوں بمباری کرتے ہو' ہماری sovereignty کیوں تباہ کرتے ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ سرحد حکومت نے مذاکرات کے ذریعے جو راستہ اختیار کیا' میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جو ہماری مرکزی حکومت شمالی وزیرستان میں کر رہی ہے' بیت اللہ محسود سمیت تمام عسکری طاقتوں سے بات کی جائے' ان پر بمباری علاج نہیں ہے۔ رات میں نے تفصیل سے سنا کہ اس جنگ میں ہمارے 1284 فوجی مارے گئے' یہ اب تک کے صحیح اعداد و شمار ہیں اور 2500 افراد بالکل اپاہج اورزخمی ہو گئے ہیں۔ ہم کب تک یہ کھیل ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لیے کھیلتے رہیں گے۔ میری گزارش ہے کہ سب سے پہلے اس بحران سے نکلیں' خارجہ پالیسی تبدیل کریں' ایک غیرت مند آزاد قوم کی طرح اسے اپنا لیں تو انشاء اللہ پھر ہماری عدلیہ بھی آزاد رہے گی' ہماری معیشت بھی آزاد رہے گی' سیاست بھی آزاد رہے گی اور ہم ان مصیبتوں سے نکل جائیں گے۔ ابھی تک ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب نظربند ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت اگر لال مسجد کا مداوا نہ کرسکی' عبدالقدیر خان کو آزاد نہ کر سکی' وزیرستان سے اپنی فوجوں کو واپس نہ لا سکی اورعسکری قوتوں کو امن معاہدوں کے ذریعے مطمئن نہ کر سکی تو اسے ہم کیسے کامیابی کہیں۔

ہم اس حکومت کو انشاء اللہ مخلصانہ مشورہ دیں گے اور جو بھی نصیحت اور خیر خواہی کا جذبہ ہو گا' تعاون کریں گے لیکن اگر یہ اسی ڈگر پر چلتے رہے تو پھر انشاء اللہ یہاں کی دینی قوتیں میدان میں ہوں گی اور ہمارا وہی فریضہ ہو گا جو کہ ہم اب تک ادا کرتے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو توفیق دے اور راہنمائی عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج ہم 2008-09 کے بجٹ پر بحث کر رہے ہیں جو کہ پاکستان پیپلزپارٹی کی قیادت میں coalition government کا پہلا بجٹ ہے۔ آج جب میں اس بجٹ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں تو اُس شخصیت کی یاد میرے دل میں ہے کہ جس کو وزیر اعظم بنانے کے لیے پاکستان پیپلزپارٹی کے کارکنوں نے اور ذاتی طور پر میں نے اور مجھ سمیت بہت سے دوستوں اور ساتھیوں نے 11 سال جدوجہد کی' وہ شخصیت شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی ہے۔ آج گو کہ وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن پاکستان پیپلزپارٹی کے کارکنوں نے پوری جواں مردی کے ساتھ اس گیارہ سالہ دور کی جدوجہد کے بعد انہی کی یاد میں پاکستان پیپلزپارٹی کی دوبارہ گورنمنٹ بنائی۔ میں مبارکباد پیش کروں گا جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کو کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی جگہ اس ملک کے وزیراعظم بنے۔

جناب عالی! یہ بجٹ یقیناً ان بہت سی expressions اور توقعات پر پورا نہ اترتا ہو جو کہ اس ملک کے عوام کو پاکستان پیپلزپارٹی سے ہمیشہ سے رہی ہیں' چاہے وہ پانچ سالہ دور شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ہو یا پھر دو ادوار میں پانچ سالہ حکومت شہید بے نظیر بھٹو کی ہو' اس ملک کے عوام یقیناً ان توقعات کے ساتھ پاکستان پیپلزپارٹی کو ووٹ دیتے ہیں کہ جو performance ہم نے ان دس سالوں میں تین ادوار میں دی۔ جیسے میں نے کہا کہ شاید یہ بجٹ ان کی توقعات پر پورا نہ اترتا ہو لیکن میں پھر بھی یہ کہوں گا کہ موجودہ حالات میں یہ بجٹ ان تمام مسائل کا حل پیش نہیں کرتا لیکن کم از کم اپنی direction ضرور مقرر کرتا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے تین سالوں سے ان بنچوں پر بیٹھ کر میں

نے آج جو پاکستان کی معاشی صورت حال ہے وہ point out کی تھی۔ میں ان twin deficits کی بات مسلسل کرتا رہا کہ پاکستان میں fiscal and current deficit بڑھ رہا ہے، جب یہ نئی حکومت آئی تو =/fiscal deficit 900 ارب روپے پر پہنچ چکا تھا اور current account deficit تقریباً 16 ارب ڈالر پر پہنچ چکا تھا۔ میں اس وقت بھی یہ کہہ رہا تھا کہ جناب شوکت عزیز کی بنائی ہوئی ...policies میں زیادہ ان باتوں میں نہیں جانا چاہتا وہ اب ملک میں نہیں ہیں، وزارت عظمیٰ چھوڑ کر غائب ہوئے تھے تو ان کا کہیں نام و نشان ہی نہیں ہے لیکن میں وہ باتیں ضرور ریکارڈ پر لانا چاہوں گا کہ اس deficit میں جو کہ وہ پاکستان کو دے کر گئے، آج ہماری حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عوام کا جینا اجیرن ہو چکا ہے۔ اس ملک کے عوام یقیناً ان 8 سالوں کو دیکھیں گے جن میں کہا گیا کہ ملک میں صنعتی اور معاشی انقلاب آ گیا ہے، شوکت عزیز صاحب کی کہی ہوئی ساری چیزوں کو جنرل مشرف صاحب endorse کرتے رہے۔ جب GDP کے figures آتے تھے تو اس وقت بھی ہم یہ بات کہتے تھے کہ جناب یہ جو GDP کی figures دی جا رہی ہیں یہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہیں، ان کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے، عوام کا جو حال تھا وہ ہم مسلسل یہاں point out کرتے رہے۔ ہم نے یہ کہا کہ یہ جو GDP کے gross figures آپ کو دیے جا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ base line کو تبدیل کر کے اس سال پر لے گئے ہیں جو کہ پاکستان کا سب سے کمزور ترین سال تھا یعنی 2001 - 2001 میں 9/11 کے واقعہ کی وجہ سے پاکستان کی معاشی ترقی اپنے low step پر تھی لیکن صرف اپنے figures کو بہتر بنانے کے لیے 2001 کا base line, 2005 میں چنا گیا۔ ہم اس وقت بھی یہ کہتے تھے کہ یہ غلط ہے اور جس معاشی انقلاب کی بات کی جا رہی ہے یہ castle sand پر کھڑا ہے۔ اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کا پاکستان کے غریبوں، مزدوروں، محنت کشوں، کسانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور حقیقت بھی آج یہ ہے کہ ان budgets نے، ان معاشی پالیسیوں نے ملک اس طرح کے دہانے پر پہنچا دیا کہ آج پاکستان کا ہر غریب، ہر مزدور آٹا، روٹی، پٹرول ان کو چیخ چیخ کر پکار رہا ہے کہ ہماری حالت کس طرف جا رہی ہے۔ اگر اس وقت ان deficit کا خیال رکھا جاتا اور آج میں آپ کو اتنا بتا رہا ہوں کہ پاکستان میں جس صنعتی انقلاب کی ہم بات کرتے رہے کوئی صنعتی انقلاب اب پاکستان میں نہیں

آسکتا اس لیے کہ شوکت عزیز صاحب کی پالیسیوں نے اس ملک کو ایک trading country تو ضرور بنا دیا ہے ' ایک تجارتی ملک تو ضرور بنا دیا ہے لیکن ہماری تمام industries کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔اس ساری صورت حال میں جناب! ہمیں یقیناً دیکھنا ہوگا۔ ان policies کو criticize کرتے ہوئے ، میں اپنی حکومت کو بھی observe نہیں کروں گا اور اس زمانے کی کیا پالیسیاں تھیں۔ پورے پاکستان کی معیشت کو stock exchange کے چار بروکر rule کر رہے ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Steel Mills کی جو بھی privatization کی گئی وہ ریکارڈ پر ہے۔ Steel Mills case میں سپریم کورٹ کی judgement آپ کے سامنے ہے۔اس judgement کے اندر اتنا کچھ لکھا گیا اور اس کی کسی بات کو اس وقت کی حکومت نے یہاں تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ بعض چیزیں ایسے ہی کوڑیوں کے عوض ' ریوڑیوں کی طرح بانٹی جا رہی تھیں لیکن ان تمام باتوں کو کہتے ہوئے میں اپنے آپ کو absolve نہیں کر سکتا۔ یقیناً حکومت کے سامنے challenges ہیں۔ ایسے ایسے challenges موجود ہیں جو موجودہ حکومت کو face کرنے ہیں اور میری تمام تر نیک خواہشات اور تمام تر ہمدردی وزیر خزانہ جناب نوید قمر صاحب کے ساتھ اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کے ساتھ ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہماری اپنی حکومت کو اپنی direction کو صحیح کرنا پڑے گا۔ اب تقریباً نوے دن ہونے کو آئے ہیں۔ سو دن بھی دس جولائی کو ہو جائیں گے۔ ہمارا ہنی مون کا عرصہ بھی پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم شاید لوگوں کو یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ سارے پچھلی حکومت کے قصے ہیں۔ اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ اس ملک کے عوام' یہاں کے parliamentarians قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اندر حکومت سے یہ ضرور پوچھیں گے کہ پچھلی جو خرابیاں تھیں اب آپ ان کو دور کرنے کے لیے کیا کرنے چلے ہیں۔آپ کی پالیسیاں کیا ہیں جو ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے آگے چلائی جا رہی ہیں۔ ہاں ! میں یقیناً یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ کوئی الہ دین کا چراغ ہے کہ سال دو سال کے اندر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ بھی غلط ہے۔

جناب چیئرمین! اس ملک کے عوام یہ ضرور دیکھیں گے کہ حکومت کس سمت چل رہی

ہے۔ حکومت نے کیا راستہ اپنایا ہوا ہے۔ حکومت پاکستان کے عوام کے ، غریب اور محنت کشوں کے مسائل حل کرنے کے لیے کس طرح آگے چل رہی ہے۔ کیا وہ ہماری اس حکومت کا موازنہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے پانچ اور شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے پانچ سالوں کے ساتھ نہیں کریں گے۔ اب ہمارا کوئی بھی اقدام ہو گا اس کا موازنہ ہوگا اس لیے کہ آپ کچھ بھی کہہ لیں لیکن اس ملک کے عوام حقیقتاً یہ سمجھتے ہیں کہ جو وہ پانچ سال یا دس سال کا عرصہ تھا وہ پاکستان کی فلاح و بہبود کا عرصہ تھا کہ جہاں محنت کشوں اور کسانوں نے اپنے آپ کو بہتر ماحول میں پایا۔ اور اسی کی وجہ سے کہ چالیس سال کی تاریخ میں پاکستان پیپلز پارٹی کا تاریخی دس سال کا اقتدار رہا ہے۔ تیس سال کی اپوزیشن بھی رہی لیکن 27 دسمبر 2007 کو جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ شہید ہوتی ہیں تو اس وقت بھی اتنی ہی relevant تھیں جتنی کہ شاید وہ پہلے دن سے جب وہ ضیاء الحق کے مارشل لا کے خلاف علم بلند کر کے لڑنے کے لیے نکلی تھیں شہید ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کے بعد۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ! یقیناً یہ comparison ضرور آئیں گے۔ میری حکومت سے درخواست ہو گی کہ ان challenges سے نمٹنے کے لیے ، ان challenges کو face کرنے کے لیے ان کو بہت زیادہ بردباری ، بہت زیادہ جفاکشی اور بہت زیادہ تحمل سے کام لینا پڑے گا۔ لوگ یہ ضرور دیکھیں گے کہ آنے والے دنوں کے اندر فیصلے جو ہیں آیا وہ judicious ہیں ، انصاف پر مبنی ہیں ان میں merit کو مدنظر رکھا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گیلانی صاحب اور زرداری صاحب اس بات سے واقف ہوں گے۔ کہ گزشتہ تین مہینے کے اندر بہت سی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے پریس میں ان کے خلاف بڑا serious criticism ہو رہا ہے۔ میں ان چیزوں کو ابھی identify نہیں کرنا چاہوں گا لیکن جو criticism ہو رہا ہے ان کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ ان کو دیکھنا چاہیے کہ آیا جو injudicious فیصلے ہیں ، جو میرٹ کے خلاف فیصلے ہیں ان کو وہ undo کرنے کو تیار ہیں یا نہیں۔

جناب چیئر مین ! گزشتہ دو تین مہینوں کے اندر ، میری نظر میں تین نومبر 2007 کو جب اس ملک کے اندر PCO and Emergency کا نفاذ کیا گیا ، میں سمجھتا ہوں کہ وہ totally

unwarranted تھے ۔ اس کی کوئی وجہ نہیں تھی جو جنرل پرویز مشرف نے فیصلہ لیا۔ کوئی ایسی حالت نہیں تھی کہ وہ اس قسم کا فیصلہ لیتے جس کے تحت ساٹھ جج گھروں کو چلے گئے اور جس کے تحت دو constitutional distortions اس اقدام نے create کیں۔ ایک یہ کہ آج ہمارا جو صدر بیٹھا ہے اس کی legitimacy جو ہے وہ under question ہے questionable legitimacy ہے۔ آج سب سے بڑا crisis پاکستان کی تاریخ کا عدلیہ کا بحران چل رہا ہے۔جس کے تحت ساٹھ ججوں کو گھر بھیج دیا گیا۔

جناب چیئرمین! موجودہ حکومت کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو ان distortions کو صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کو یہ چاہیے کہ یہ جو distortions create ہوئی ہیں ان کو صحیح کرنے کی کوشش کریں۔ جناب! لیت و لعل سے کام نہیں چلے گا۔ اگر اپنے آپ کو انہوں نے سارے issues پر absolve کرنے کی کوشش کی یا لیت و لعل سے کام لیا تو اس ملک میں political instability کا وہ دور آنے والا ہے، جو چل رہا ہے۔ دنیا کے اندر جتنی بھی stable economies ہوتی ہیں ان کی سب سے بنیادی جو ضرورت ہوتی ہے وہ political stability ہوتی ہے۔ میں چاہوں گا کہ میری حکومت اپنے آپ کو politically stable کرے اور سب سے بنیادی تنازعہ ججوں کا ہے، وہ اس حکومت کو حل کرنا چاہیے۔ہاں میں ذاتی طور پر کہتا ہوں کہ بھوربن معاہدے پر عمل ہونا چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بھوربن معاہدے نے جو چیز define کی، جس طرح چیزوں کی بحالی کا ذکر کیا گیا، ہماری حکومت کو ان کو own کرنا چاہیے لیکن چلیں وہ نہیں کرتے تو جناب والا! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ آئینی ترمیم کے ذریعے کرسکتے ہیں تو آپ آئینی ترمیم لے کر آئیں۔ آئینی ترمیم پارلیمنٹ کے اندر آنی چاہیے۔فاروق نائک صاحب! میرے انتہائی قابل احترام ساتھی ہیں وزیر قانون حکومت پاکستان۔ میں ان کے ان دنوں کو بھول ہی نہیں سکتا کہ 1997 سے لے کر 2007 تک جو انہوں نے جدوجہد کی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور جناب آصف علی زرداری صاحب کے کیسوں میں۔ جس طریقے سے انہوں نے یہ کیس لڑے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اور lawyer اس طرح ان مقدمات کو لڑسکتا تھا۔ میں ان کی تمام کاوشوں کو جانتا ہوں جو جنیوا، لندن، سپین، امریکہ دنیا کا کون سا ایسا ملک تھا جہاں پر حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے خلاف مقدمات نہ کیے

ہوں لیکن انہوں نے سب کو face کیا۔ پاکستان میں بھی face کیا۔ اور بیرون ممالک میں بھی face کیا میں اس پر انہیں لائق تحسین سمجھتا ہوں لیکن آج as Law Minister of Pakistan ان کی ذمہ داریاں اور بڑھ گئی ہیں۔ جناب! پاکستان میں اگر political instability کو آنے والے دنوں میں avoid کرنا ہے تو ججوں کے مسئلے کو حل کرنا پڑے گا۔ جس طرح بھی کریں لیکن کرنا پڑے گا۔ بھوربن معاہدے کے تحت کرسکتے ہیں تو اس کے تحت کریں۔ آئینی ترمیم کے ذریعے کرسکتے ہیں تو آئینی ترمیم کے ذریعے کریں۔ میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ان issues کو solve کرنے کے لیے پارلیمان کے دونوں ایوان اگر دن رات بھی بیٹھیں، اگر آنے والے مہینوں تک بیٹھیں، آنے والے دنوں میں ہم سے پورا پورا ہفتہ کام لیا جائے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے حکومت اور اپوزیشن دونوں تیار ہوں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

تاکہ یہ political instability کا دور ختم ہو جائے۔ جناب! میں اپنی گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو resolve کیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک start ہے اور economic situation کے حوالے سے یہ اچھا start ہے۔ ہم ایک direction میں چل پڑے ہیں لیکن economic stability کو لانے کے لیے اس پر بہت محنت کرنی پڑے گی۔ اس economic stability کو لانے کے لیے political stability بھی لانی پڑے گی۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ، آپ نے مجھے موقع دیا کہ بجٹ پر اظہار خیال کروں۔ اس سلسلے میں یہی کہوں گا کہ اس سال ہم غیر معمولی حالات میں اس بجٹ پر گفتگو کر رہے ہیں۔ یقیناً موجودہ حکومت کو بجٹ کی تیاری کے لیے کم وقت ملا ہو گا کیونکہ election ابھی ابھی 18 فروری کو ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حلف برداری میں بھی دیر لگی۔ اس موجودہ بجٹ کو اگر ماضی کے بجٹ سے compare کیا جائے تو کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا، معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی پالیسیوں کا ہی تسلسل ہے۔ یہ بجٹ عوام کا بجٹ

نہیں ہے، غریبوں کا بجٹ نہیں ہے، یہ امیروں کا بجٹ ہے، یہ سرمایہ داروں کا بجٹ ہے، یہ جاگیرداروں کا بجٹ ہے۔ اس سے عوام کو ہرگز relief نہیں ملا۔ ان کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔ آپ دیکھیں کہ مہنگائی 100% کے قریب بڑھی ہے لیکن تنخواہیں صرف 20% بڑھائی جا رہی ہیں۔ اس سے غریبوں کے آنسو بھی نہیں پونچھیں گے، خاص طور پر جو ملازم پیشہ طبقہ ہے۔ کس طرح سے زندگی گزاریں گے۔ کسی ایک گھرانے کا بجٹ ماہانہ میں نہیں سمجھتا کہ -/15000 روپے سے کم ہو گا۔ تنخواہ دار طبقہ جس کی پہلے ہی تنخواہ بہت کم ہے وہ کیسے گزارہ کرے گا۔ ہمارے نوجوان جو تعلیم یافتہ ہیں انہیں روزگار نہیں مل رہا ہے۔ بے روزگاری الاؤنس ہونا چاہیے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا، ماضی کے بجٹ میں بھی یہی تھا اور میں نے اس پر بھرپور تنقید کی تھی کہ بجٹ میں taxes امراء پر لگائے جانے چاہییں، بڑے بڑے سرمایہ داروں پر جو بے حساب کماتے ہیں لیکن indirect taxes کے ذریعے غریبوں پر اور متوسط طبقے پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ Indirect taxes کے ذریعے غریبوں کی کمر توڑ دی گئی ہے۔ متوسط طبقہ اب اٹھ نہیں پائے گا۔ اب آپ دیکھیں کہ بجلی کے بلوں میں income tax لگایا جا رہا ہے اور وہ 10% کر دیا گیا ہے جو non refundable, non adjustable ہے یہ کہاں کا انصاف ہے۔ Tax تو آمدنی کے تناسب سے لگایا جانا چاہیے لیکن non refundable اور non adjustable کیوں؟ جب return finalize ہوتا ہے تو اسے refund ہونا چاہیے جو excess tax لیا گیا ہے، پہلے یہ رقم کم تھی، اب 10% کر دی گئی ہے۔ بجلی تو raw material نہیں جو industries استعمال کرتی ہیں اور بہت سارے raw materials ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کونسا طریقہ ہے؟ یہ ایک tax collection کا ذریعہ مل گیا ہے کہ ٹھیک ہے بجلی کا استعمال ناگزیر ہے لہٰذا بجلی پر ٹیکس لگا دو۔ آج کس طرح سے load shedding ہو رہی ہے، گھنٹوں بجلی نہیں ہوتی۔ بجلی کے نہ ہونے کی وجہ سے انڈسٹریاں بند ہو رہی ہیں اور جب کہ بل وہی کے وہی آ رہے ہیں، اتنے ہی بل آ رہے ہیں۔ پھر حیرت ہے، میں کئی بار اس ہاؤس میں point out کر چکا ہوں، Electricity Act اٹھا کر دیکھ لیں، انڈسٹری سے fixed charges بھی لیے جا رہے ہیں، minimum charges بھی لیے جا رہے ہیں جو industries 50 KW سے زیادہ استعمال کرتی ہیں، ان سے fixed charge لیا جاتا ہے، علاوہ energy charges کے

اور according to the Electricity Act یہ fix charges or minimum charges فقط
اس صورت میں لاگو ہوتے ہیں کہ جب uninterrupted supply of power ہو' continue
supply of power ہو لیکن جہاں گھنٹوں کے لیے بجلی جا رہی ہو تو وہاں fixed charges
charge کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے' نہ کوئی اخلاقی جواز ہے اور میں کئی مرتبہ مطالبہ کر
چکا ہوں لیکن معلوم نہیں کہ اس تجویز پر غور کیوں نہیں کیا جا رہا ہے۔ لیاقت جتوئی صاحب نے
اسی floor پر admit کیا تھا کہ ہاں یہ بات آپ کی صحیح ہے کہ صرف اور صرف
uninterrupted power supply کی صورت میں fixed charges لیے جا سکتے ہیں لیکن اس
کے باوجود کوئی مداوا نہیں کیا گیا' انڈسٹری کی کمر توڑی جا رہی ہے' کوئی industrialization
نہیں ہو رہی اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ یہ حیرت ہے کہ کس قسم کا یہ بجٹ آیا ہے کہ جس میں
غریبوں کی کمر توڑی جا رہی ہے۔ کھانے پینے کی اشیا کی جو industries ہیں ان سے بھی sales
tax کے ذریعے لیا جا رہا ہے۔ اب وہ sales tax بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ بوجھ کس پر آئے گا؟ Sales
tax ہر چیز پر ہے اور پھر یہ بوجھ کس پر آئے گا' غریب طبقے پر' اس قدر مہنگائی بڑھے گی۔ مہنگائی
کا طوفان آئے گا جو آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہوں گے۔ Economic
stability ہرگز نہیں آ سکتی جب تک آپ کا بجٹ متوازن نہیں ہوتا۔ وعدے جو کیے گئے تھے
وہ پورے نہیں ہوئے۔ صوبائی مختاری کا وعدہ کیا گیا تھا جس کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ ابھی
ابھی ہم نے جان جمالی صاحب کی speech سنی۔ ہم ان کی بھرپور تائید کرتے ہیں' ہم بھرپور
تائید کرتے ہیں' بلوچستان ہو' NWFP ہو جسے پختونخواہ کہا جا رہا ہے یا سندھ ہو ان کے ساتھ
زیادتی ہو رہی ہے' یہ زیادتی ختم ہونی چاہیے' چاروں بھائی اگر بھائی ہیں تو ان کے مساوی حقوق
ہیں اور بلوچستان تو بہت سارے وسائل سے مالا مال ہے' اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اسی
طرح سے جو صوبہ جتنا revenue دے رہا ہے اسے اس حساب سے بجٹ میں allocation ملنی
چاہیے۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ کوئی ایک صوبہ 70% revenue دے رہا ہو لیکن آپ اس
کو وسائل کی distribution میں نظر انداز کریں بلکہ اس کا حق بھی نہ ملے۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ
concurrent کو ختم کریں گے' NFC Award کو ختم کریں گے لیکن کچھ نہیں ہو رہا تو میں
گزارش کروں گا کہ اس کو سنجیدگی سے لیں اور ایک بات اور واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں' جب تک

اس ملک سے دہشت گردی ختم نہیں ہوتی، کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ دہشت گردی بجائے رکنے کے بڑھتی چلی جا رہی ہے، ابھی ابھی تین روز قبل میں نے اسی plateform سے گفتگو کی اور رحمٰن ملک نے assurance دی کہ چار روز کے اندر آپ تبدیلی دیکھیں گے لیکن آج اس وقت کہہ رہا ہوں کہ مزید دہشت گردی بڑھ گئی ہے۔ پرسوں پارہ چنار میں پھر ایک حادثہ ہوا ہے، جس میں چار افراد بے دردی کے ساتھ شہید ہوئے ہیں۔ کل ڈیرہ اسماعیل خان میں bomb blast ایک مسجد میں ہوا ہے جب کہ مسجد میں مغرب کی نماز ہو رہی ہو اور وہاں bomb blast ہوجائے۔ کیا قصور ہے ان لوگوں کا؟ صرف یہی کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کیوں پڑھ رہے تھے۔ آج معلوم نہیں کیا صورت حال ہوگی کیونکہ آج جنازے اٹھنے تھے۔ آج اس وقت جبکہ میں یہاں موجود ہوں، ٹیلی فون آیا ہنگو میں بھی فائرنگ ہوئی ہے، چار افراد شہید کر دیے گئے ہیں۔ پورا شہر معطل ہے، احتجاج ہورہا ہے، شہر بند ہوچکا ہے۔ دہشت گردی تو بڑھتی چلی جارہی ہے، یہ کیسی مفاہمت ہو رہی ہے، یہ کس سے مفاہمت ہورہی ہے اور مفاہمت کے باوجود دہشت گردی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ جب کہ ہمیں assurance دی جارہی ہے کہ ہم توجہ کر رہے ہیں، ہم یہ کر رہے ہیں، ہم وہ کررہے ہیں لیکن توجہ آج بٹی ہوئی ہے۔ توجہ آج بٹی ہوئی ہے۔

سب سے اہم مسئلہ آج دہشت گردی ہے، اسے آج ختم ہونا چاہیے۔ یہ ختم نہیں ہو رہی اور بڑھتی جارہی ہے اور موجودہ حکومت کے لیے یہ سب سے بڑا challenge ہے۔ ان اہم ترین مسائل کو دباتے ہوئے اور نظر انداز کرتے ہوئے مصنوعی بحران پیدا کیا گیا اور مصنوعی بحران کی طرف پوری قوم کو لگا دیا گیا۔ یہ عدالتی نظام، judges کا .restoration ہوگا ایک issue ہے لیکن کیا اتنا اہم تھا کہ سارے مسائل کو آپ نے نظر انداز کیا۔ سارے مسائل کو آپ نے ایک طرف رکھ دیا اور اسی ایک issue پر پوری قوم کو لگا دیا۔ کیا صرف چند judges ہی کا معاملہ ہے؟ کیا آپ کا پورا عدالتی نظام اور پورا آوے کا آوا گندا نہیں ہے؟ کیا ایک عام، غریب آدمی کو انصاف مل رہا ہے؟ کیا اسے اس نظام میں انصاف مل سکتا ہے؟ ابھی ابھی مولانا سمیع الحق صاحب نے جو کچھ کہا، یہاں انصاف بکتا نہیں، نیلام ہوتا ہے۔ انصاف نیلام ہوتا ہے۔ جو زیادہ بولی لگائے، اسے انصاف ملتا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اور اگر کوئی بولی نہیں لگاتا تو سالوں تک فیصلے نہیں ہوتے۔ Session courts اور junior courts میں جاکر آپ دیکھیں، argument complete ہوجانے کے باوجود بھی سالوں تک فائل دبی رہتی ہے اور جج فیصلہ نہیں لکھواتا۔ ایسے ایسے اہل ججز ہیں جنھیں فیصلے لکھنے نہیں آتے، دو لائنیں نہیں لکھ سکتے، وہ وکیلوں سے فیصلے لکھواتے ہیں۔ جس کے حق میں فیصلہ دینا ہوتا ہے اس وکیل سے لکھواتے ہیں۔ یہ حقائق ہیں، بھگت رہے ہیں اور عوام بھگت رہے ہیں، لوگ بھگت رہے ہیں۔ اگر اس ملک میں عدالتی نظام کو ٹھیک نہیں کیا گیا، معاشی انصاف نہیں مل سکتا۔ لوگ کبھی مطمئن نہیں ہوسکتے۔ اس چیز کی ضرورت ہے کہ اس پورے نظام کو درست کرے۔ سپریم کورٹ میں آپ جتنے بھی ججز بڑھادیں لیکن----- آپ کو معلوم ہے کہ lower courtsمیں کتنے کم ججز ہیں؟ ہائی کورٹس میں کیا صورتحال ہے؟ فیملی کورٹس میں کیا صورتحال ہے؟ اسی تناسب سے پھر وہاں بھی ججز بڑھائیں جس تناسب سے آپ سپریم کورٹ میں بڑھا رہے ہیں تاکہ ایک ایک جج کے پاس جو تین تین سو مقدمات پڑے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ تو کرسکیں۔ برسوں میں فیصلے ہی نہیں ہوتے۔ عمریں گزر جاتی ہیں، ایک نسل کا مقدمہ تیسری نسل میں جاکر حل ہوتا ہے۔ آپ کو پورے نظام کو درست کرنا ہوگا، دہشت گردی کو ختم کرنا ہوگا اور معاشی انصاف کو ممکن بنانا ہوگا۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

آخری بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا مرض، مہلک مرض جس کی وجہ سے اس ملک میں جمہوریت آج تک نہیں پنپ سکی، وہ جاگیرداری کا وجود ہے۔ جاگیرداری جب تک اس ملک میں قائم ہے، جمہوریت کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ اسلامی نقطہ نظر سے بھی دیکھیں اور غور کریں، آپ بہتر جانتے ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ فیصلہ دیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی کی خلافت کے بعد جتنی زمینیں allot کی گئی تھیں، وہ ساری files منگوائی گئیں اور وہ allotments cancel کی گئیں۔ اس لیے عزیزو، زمین اس کا حق ہے جو اس پر کاشت کرتا ہے۔ جو حاصل ہوتا ہے وہ اس کا ہے جو محنت کرتا ہے۔ جو گھر میں بیٹھ کر عیاشی کرتا ہے، اس کا حق نہیں ہے۔ اس جاگیرداری نظام کے ہوتے ہوئے کبھی غریب اور متوسط طبقے سے کوئی اسمبلی میں نہیں آسکتا۔ اس جاگیرداری کا خاتمہ کرنا ہوگا تاکہ لوگوں کو معاشی انصاف میسر

آسکے۔ آج دیکھیے برابر پڑوسی ملک ہندوستان میں کیوں جمہوریت کامیاب ہوئی' اسی لیے کامیاب ہوئی کہ انہوں نے روز اول جاگیرداری کا خاتمہ کیا۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ زرعی ملک ہوتے ہوئے ہمارے پاس food shortage ہوتی ہے' بحران ہوتا ہے' ہمیں import کرنا پڑتا ہے۔ یہ سب غلط پالیسیاں ہے۔ اب نئے سرے سے آغاز کرنا ہوگا۔ بڑی اچھی بات ہے کہ دو بڑی جماعتوں میں مفاہمت ہو گئی ہے اور یہ مل کر چل رہے ہیں۔ انہیں اصل issues کو determine کرنا ہوگا اور اصل issues کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ ایک دوسرے کی leg pulling جو ماضی میں ہوتی رہی' وہ اب نہیں ہونی چاہیے۔ سب مل کر چلیں۔ پاکستان مقدم ہے' اگر پاکستان ہے تو پھر سب ہیں۔ پاکستان نہیں تو کوئی نہیں۔ سب کو ذاتی مفادات سے بلند ہوکر ملک کے مفادات کے لیے سوچنا ہو گا۔ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Ishaq Dar will speak later because he is busy with the Finance Committee. We have completed all our speakers, now I have only a few names from the treasury who expressed interest to speak on the budget allocations but the time is limited, you can only have 3-5 minutes. Three minutes and maximum five minutes....

آغا صاحب آپ کی طرف سے کوئی interest ہے؟ اگر آپ سب مہربانی کرکے سیکرٹری صاحب کو نام لکھوادیں تاکہ میرے پاس list میں آ جائے۔ آغا صاحب' Leader of the Opposition کو دے دیں تاکہ کوئی رہ نہ جائے۔ میں نوٹ کر رہا ہوں لیکن کوئی رہ نہ جائے۔

Should we like to take up the budget related matters now or should we adjourn. We can accommodate four or five speakers now.....

Senator Mian Raza Rabbani: We can adjourn now and then we can reconvene a little earlier so that by 6' O clock maximum number of people who want to speak on the budget can speak.

Mr. Chairman: Ok, then we will allocate the time accordingly

کیونکہ چھ بجے ہم نے ختم بھی کرنا ہے، تو اس وقت جو بھی بولیں گے مہربانی کر کے اسی پر محدود رہیں اور مختصر سے مختصر رکھیں

Then we shall reconvene at four...

Senator Mian Raza Rabbani: At 3:30 sir.

Mr. Chairman: At 3:30. So, we will adjourn for the *Zohar* prayers and lunch and *Insha-Allah* reconvene at 3.30.

۔آتے آتے وہی وقت ہو جائے گا۔

سینیٹر آغا پری گل: چار بجے کریں۔

جناب چیئرمین: پری گل صاحبہ کہہ رہی ہیں چار بجے۔ میں تو کہہ رہا ہوں، میں نے اعلان نہیں کیا۔ جیسے آپ کہہ رہے ہیں۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، بجٹ سیشن میں سب سے زیادہ شرکت انہوں نے کی ہے اور بہت appreciate کرتا ہوں۔ چار بجے جیسے آپ کہہ رہی ہیں۔

We shall reconvene it at 4:00 pm, *Insha-Allah.*

سبحان ربک رب العزت عما یصفون۔ وسلم علی المرسلین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(The House was then adjourned to meet again at 4:00 pm)

(The House reassembled at 4.10 p.m. after Namaz Zuhar and lunch break with Mr. Chairman, Mohammedmian Soomro in the Chair.)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں عرض کروں گا کہ ہر ایک معزز سینیٹر کی تقریر کے لیے تین سے پانچ منٹ ہیں، انہیں اس وقت کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ ساتھی بول سکیں کیونکہ چھ بجے cut off time ہے اس لیے اس وقت کی پابندی کریں،

شکریہ۔ سعدیہ عباسی صاحبہ، موجود نہیں ہیں، کامران مرتضٰی صاحب، موجود نہیں ہیں، عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ 2008-2009 کے دوران پہلی بار Defence Services کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! ظاہر ہے کہ Defence budget جو یہاں پیش کیا گیا ہے اس کے لیے اتنا ہی وقت ہے کہ اس میں اس پر صرف طائرانہ نظر ہی ڈالی جا سکتی ہے اور اس کو پوری طرح سمجھا نہیں جا سکتا ۔ اس کے مختلف پہلوؤں کی تحلیل اور تجزیہ نہیں کیا جا سکتا ہے البتہ یہ ایک اہم موقع ہے کہ ہمارے ملک کی تاریخ میں پہلی بار دفاع کے بجٹ کو قومی اسمبلی اور سینیٹ میں table پر lay کیا گیا ہے۔ یہ بات بذات خود ہماری مجموعی ملکی جمہوری تحریک کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ ایک بنیاد رکھ دی گئی ہے جس میں بعد میں صحیح معنوں میں Defence budget اس کی تمام تفصیلات، اس کا تحلیل و تجزیہ، اس کی نتیجہ گیری اور اس میں تجاویز دی جا سکیں گی۔ تو بس اتنا ہی کافی ہے چونکہ ہم نے اس کا مطالعہ نہیں کیا تو اس پر ہم کھل کر بات نہیں کر سکتے بلکہ میں آپ کو صرف مبارکباد ہی دوں گا۔

جناب چیئرمین: محمد انور بھنڈر۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میں اس موقع پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گو یہ پہلی مرتبہ ہے کہ یہ Defence Budget کچھ تھوڑی سی elaboration کی صورت میں پیش ہوا ہے لیکن یہ بات نہیں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس موضوع پر بات نہیں ہوئی، کبھی Army under criticism نہیں آئی، کبھی اس کے بجٹ کے متعلق بات نہیں آئی، کبھی اس لحاظ سے تنقید نہیں کی گئی کہ اس پر اخراجات زیادہ ہو رہے ہیں۔ یہ سب باتیں اگر ہم اپنے پرانے بجٹ سیشنز کو نکال لیں، ان کی debates نکال لیں تو ان میں یہ باتیں اکثر ہوتی رہی ہیں، تنقید بھی ہوتی رہی ہے، تجاویز بھی آتی رہی ہیں لیکن بہرحال اچھی بات ہے کہ دفاعی بجٹ یہاں پیش کیا گیا ہے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ آنے والے بجٹ میں زیادہ details آئیں گی، اس سے زیادہ آگاہی ہو گی۔ پارلیمنٹ کے نمائندگان کو موقع ملے گا کہ وہ اس پر

سیرحاصل بحث کر سکیں۔ لیکن جناب میں سمجھتا ہوں کہ دفاع کے کردار کو، جب ہم بجٹ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں تو ہمیں اس بات سے بھی بالکل آگاہ رہنا چاہیے کہ آرمی کا جو role ہے، آرمی کی جو قدر ہے اور آرمی کی جو افادیت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ عام طور پر تنقید کے لئے شاید بات ہو سکتی ہو لیکن یہ پتا اس وقت چلتا ہے جب جنگ کا دور ہو، یہ پتا اس وقت چلتا ہے جب اوپر سے بم برس رہے ہوں، یہ پتا اس وقت چلتا ہے کہ آدمی سہمے ہوئے ہوں اور اندر اپنے گھروں میں پناہ لئے ہوئے ہوں، تو پھر پتا چلتا ہے کہ کون آگے جا کر لڑتا ہے۔ کون جا کر جانیں دیتا ہے، کون جا کر حفاظت کرتا ہے۔ اس وقت یہ احساس ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے اور مجھے ۱۹۷۱ء بھی یاد آتا ہے اور مجھے ۱۹۶۵ء بھی یاد آتا ہے کہ جب ہندوستان کی توپوں کے لشکارے جو تھے وہ ہمارے مکانوں کے اوپر آرہے تھے تو اس وقت ہمیں یہ احساس ہوتا تھا کہ آرمی کی کیا افادیت ہے اور آرمی کس حد تک ہمارے لئے دوسرے تمام چیزوں سے ضروری ہے۔ اس لئے اس کی افادیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین! باقی میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی ان کی ضروریات ہیں، جو ان کے لئے موجودہ حالات میں ضروری ہے۔ جبکہ ہندوستان نے اپنا دفاعی بجٹ بہت بڑھا دیا ہے۔ ہمیں ارد گرد بھی دیکھنا ہوگا۔ ہمیں صرف پاکستان کے ہی بجٹ کو مدنظر نہیں رکھنا ہوگا لیکن ہمیں ارد گرد کے حالات کو دیکھنا ہوگا۔ ہمیں افغانستان کو دیکھنا ہوگا، ہمیں کشمیر کے issue کو دیکھنا ہوگا۔ ہمیں ہندوستان کو دیکھنا ہوگا۔ ہمیں International politics کو دیکھنا ہوگا۔ ہمیں دہشت گردی کو دیکھنا ہوگا اور پھر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہماری آرمی کا بجٹ کیا چاہیے، ہماری آرمی کا بجٹ کم نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں اس کے لئے اس کی افادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اپنی حفاظت کے لئے، ملک کی حفاظت کے لئے، قوم کی حفاظت کے لئے اس سے ہمیں کام لینا چاہیے اور ہمیں اس بجٹ کو اس لحاظ سے باعث تنقید نہیں بنانا چاہیے۔

اب جناب! میں یہ عرض کروں گا کیونکہ time کی بہت کمی ہے۔ صرف یہ عرض کرتا چلا جاؤں کہ شاید میرے جماعت کی دور حکومت میں یہ احساس تھا کہ شاید ہم پر آرمی کا label ضرور لگایا جاتا تھا کہ شاید ہماری حکومت کے وقت آرمی کو زیادہ بجٹ مل رہا تھا اور آرمی کو زیادہ

امداد دی جا رہی تھی لیکن اس کے متعلق میں صرف اتنا واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اپنے economic survey کو دیکھ لیجیے۔ میں table No. 4.3 page 66 پر اس House کی اور آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۹۹ء میں آرمی کا جو بجٹ تھا وہ 4.5 of the GDP کا تھا۔ اس کی شرح 4.9% تھی۔ 2002-03 میں جب پاکستان مسلم لیگ حکومت میں آئی تو اس 3.3% پر آ گیا۔ اگلے سال 2003-04 میں یہ 3.2% رہ گیا۔ اس کے بعد 2004-05 میں پھر یہ 3.3% ہوا اور 2005-06 میں 3.2% ہوا اور جناب آخری سال 2006-07 میں 2.9% رہ گیا۔ جناب! تو یہ بات کہنا کہ یہ اخراجات بتدریج بڑھ رہے ہیں اور بجٹ کی percentage بڑھ رہی ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ اپنی economic survey کو دیکھ لیجیے اور پھر اس پر بات کیجیے۔ ہمارے دور میں بھی اس کو بتدریج کم کیا گیا تھا۔ اب موجودہ جو ہمیں figures دیے گئے ہیں اس کے متعلق جیسا کہ مندوخیل صاحب نے کہا کہ طائرانہ نظر ہی ہو سکتی ہے۔ نہ اس کو ہم detail سے دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں یہ details دی گئی ہیں' بلکہ میرا خیال ہے کہ اگر یہاں فاضل وزیر صاحب تشریف رکھتے' تو میں پوچھتا کہ اخراجات میں physical assets کا کیا مطلب ہے؟ شاید قائد ایوان سمجھ آئی ہو' مجھے تو سمجھ نہیں آئی لیکن اس میں جناب والا! جو percentage ہے' اس میں جو اخراجات رکھے گئے ہیں۔ اس میں آرمی 43%' ائرفورس 24%' نیوی 9% اور DEP Establishment, ISO, accounts organization 22%. جناب! اس میں ہوں گے' میں انکار نہیں کرتا کہ اس میں افادیت کے ادارے ہوں گے' اس میں وہ items ہوں گے جو ہمارے لئے بڑے ضروری ہیں لیکن جناب! نیوی کے 9% کے مقابلے میں 22% ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ بات میری کم علمی کا نتیجہ ہو کیونکہ مجھے اتنی واقفیت نہیں ہے لیکن کم از کم میں سمجھتا ہوں کہ نیوی کے لئے جو اس بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے وہ بہت کم ہے' وہ 9% ہے اور ائرفورس کے لئے بھی کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ائرفورس ایک ایسی طاقت ہے جس کے ذریعے ہم اپنی آرمی کی کمی بھی پوری کر سکتے ہیں۔ جس کو regenerate کرنے کے لئے ہمیں اور زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے اور پلاننگ کی بھی ضرورت ہے' اس لئے کہ جب ہماری ائرفورس طاقتور نہیں ہوگی تو اس وقت تک ہم اپنی آرمی کی مجموعی طور پر قابلیت اور اس کی صلاحیت کو نہیں بڑھا سکتے۔ اس لئے کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ان دونوں کے لئے جو

اخراجات مختص کئے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کو زیادہ کیا جانا چاہیے۔ جو غیر ضروری اخراجات ہیں ان کو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ ہمارے کم ہوں۔

جناب! آج کل ایٹم کا زمانہ ہے اور اس ایٹم کے زمانے میں، میں سمجھتا ہوں کہ نہ thousand, million and billion count کرتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ غیر ضروری اخراجات کو cut کریں اور جو ضروری اخراجات ہیں ان کے لئے زیادہ توجہ دیں اور آرمی کو بلا وجہ تنقید کا نشانہ نہ بنائیں۔ Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Azam Khan Swati.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you, Mr. Chairman! it is an honour, a historical moment the Parliament is making a precedent today, it was the commitment of the coalition government and with a strong conviction we have upheld that commitment that no one will be a sacred cow, it is the pledge given to the people of Pakistan that national interest comes first. It is the pledge given to the people of Pakistan that we will achieve transparency, we will achieve good governance and we will achieve fiscal responsibility, this is what we are striving for. Sir, today the defence of a country is not depended upon just by the armed forces. It is the will of the people who are behind the armed forces living in a global village defence have new parameters, those parameters are strong economy, education, our internal policies, our foreign policies and the foremost the law and order situation in a country, these are the parameters under which we can provide defence to our nation. Sir, the policies of Bush and Musharraf are complete failed policies, it has been failed in United State because it was a fail policy, it has been

determined by the people of Pakistan that it is a fail policy here. Therefore, we need to strengthen our institutions. We are responsible to provide financial help to our armed forces, they are very dear and very close to our hearts but at the same time look at sir the development funds being provided for whole country, the total development funds being provided is 549 billion and we are providing to our armed forces 295 billion. Look at for the whole country development projects is Rupees 549 billion, whereas we are providing to our noble forces Rupees 295 billion. Sir, I would ask our army General Kiayani to look at voluntarily and see if you can slash this budget because we are going through economic stagnation in our country. The people are dying in hunger. In this situation if we have shown that sentiments, if the people of Pakistan and every department have shown that sentiments that they have frozen their salaries, their non-productive expenses, then I would ask the General to do two things; First, to see if he can slash the Defence Budget or Defence demand and the second, do exactly just like we did the last year - in camera presentation before the Senate Defence Committee. I think this is the time that we need to prove to our nation that all institutions, all departments including Parliament will do their duties with due diligence and honesty, with integrity and transparency and this is how we are going to make our nation strong, prosperous and sovereign. Thank you very much, sir.

Mr. Chairman: Also thank you for observing the time constraint.

Now, Dr. Abdul Malik.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب والا! شکریہ۔ کچھ کہنے سے پہلے رضا صاحب کی خدمت میں غالب کا ایک شعر عرض کروں گا'

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے

دیکھنے ہم بھی گئے پر تماشا نہ ہوا۔

آپ نے جو Defence Budget کی بات کی' میں خوش ہوگیا کہ پہلے تو یہ ایک لائن کا تھا' اب شاید زیادہ ہوگا۔ جب کریدا تو جناب والا! وہ تین لائن کا نکلا اور آپ نے پابندی بھی لگائی ہے کہ تین منٹ سے زیادہ بولنا بھی نہیں ہے۔

میں Stephen Cohen کا ایک مشہور قول عرض کروں گا جو اس نے Idea of Pakistan میں لکھا ہے کہ "دنیا میں فوج ریاستوں کے لیے ہوتی ہے لیکن پاکستان واحد ریاست ہے جہاں ریاست فوج کے لیے ہے"۔ میرے خیال میں کیونکہ یہ ایک اہم document ہے اور میں فوج کے Defence Budget کے بارے میں as a professional بات کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے' لیکن فوج کی مداخلت سے پاکستان کی سیاست میں جو اتار چڑھاؤ رہا ہے' گزشتہ ساٹھ سالوں میں کبھی direct اور کبھی indirect مداخلت رہی ہے' اس نے عوام کے حق حاکمیت کو اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے اور وہ اتنی powerful ہوگئی ہے کہ میں سمجھتا ہوں بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کہ یہ Defence Budget ایک black hole ہے' اس میں جتنا ڈالو گے اتنا غائب ہوتا جائے گا اور اس میں کوئی transparency نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں transparency لائیں۔ تین لائن کا بجٹ کافی نہیں ہے کہ نیوی کا یہ ہے' ایئرفورس کا یہ ہے اور آرمی کا یہ ہے۔ اس کے لیے detailed discussion لائیں۔ رضا صاحب! آپ کوئی Magna Carta یہاں پر نہیں لائے۔ This is simple, کہ آپ اس کو عوام کے سامنے مزید لائیں اور میں یہاں پر کچھ چیزیں expose کروں گا۔ آج ہماری جو establishment ہے وہ مکمل طور پر manufacturing میں بھی ہے' وہ agriculture میں بھی ہے' وہ services میں بھی ہے۔ Unfortunately, اس وقت پاکستان کی round about 11.56% land ان کے پاس ہے

اور وہ plain land ہے' جو DHA کے پاس ہے۔ So, this should be a professional army اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقہ سے آپ اس کو present کر رہے ہیں وہ اس طرح نہیں ہے' وہ بیکری سے لے کر fertilizer تک کے business کر رہے ہیں۔ فوجی فاؤنڈیشن سے لے کر بحریہ یونیورسٹی تک کا business کر رہے ہیں۔

لہٰذا میری گزارش ہے کہ آرمی کو professional army ہونا چاہیے۔ ہم politicians کو تو ذلیل کر لیتے ہیں۔ ان سے اگر کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو ان کو ذلیل کرتے ہیں۔ ہمیں Defence Budget پر thorough discussion کی ضرورت ہے اور میں رضا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر اس دفعہ وہ تین لائن کا بجٹ لائے ہیں تو خدا را! آئندہ ایسا نہ ہو۔ شاید میری باتیں کچھ لوگوں کو بری لگ رہی ہوں لیکن honestly میں اپنے ideas کو expose کرتا ہوں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کے حق میں ہے اس کو میں expose کر دیتا ہوں۔

لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں چیئرمین صاحب مزید discussion کی ضرورت ہے اور ہم اس خوش فہمی میں نہ رہیں-------

جناب چیئرمین: آدھا منٹ رہ گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: مجھے پتا ہے جناب والا۔ ہم اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ہم نے establishment کو defeat دی ہے۔ وہ آپ کو دیکھ رہی ہے اور وہ آپ کے سائے کی طرح آپ کے پیچھے ہے۔ جب بھی اس کو موقع ملے گا وہ وہی عمل دہرائے گا جیسا 1999 میں ہوا' 1958 میں ہوا اور 1977 میں ہوا ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں ذرا پریشان ہوں کیونکہ میں نے تیاری بھی نہیں کی ہے۔ چلیں ایک دو منٹ بول لیتی ہوں۔

جس طرح میرے بزرگ مندوخیل صاحب نے کہا کہ یہ پہلی دفعہ ہے کہ Defence Budget سینیٹ میں آیا ہے۔ پہلے بھی Defence Budget اسمبلی اور سینیٹ میں آتا تھا لیکن

وہ detail میں نہیں ہوتا تھا۔ جناب چیئرمین! میں تو یہ کہتی ہوں کہ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ ہم Defence کے بجٹ کے بارے میں یہاں پر بحث کریں کیونکہ یہ ہمارے ملک کا مسئلہ ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم اس بارے میں بات بھی نہ کریں کیونکہ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ Defence کے لیے جتنا بھی fund دیا جائے بہت کم ہے۔ کیونکہ یہ ہماری پوری قوم اور ملک کا سوال ہے۔ وہ فوج جو ہمارے ملک کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ فوج جس نے ہمیں چھپا کر رکھا ہوا ہے اپنے سائے میں۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت ہمیں کیسی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ یہ آپ کے بھی سامنے ہے اور میرے بھی سامنے ہے۔ بچے بچے کو پتا ہے کہ ہمیں افغانستان سے دھمکیاں مل رہی ہیں۔ انڈیا سے ہمیں دھمکیاں مل رہی ہیں۔ امریکہ سے بھی مل رہی ہیں۔ چاروں طرف سے دھمکیاں مل رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں تو چاہتی ہوں کہ پاکستانی فوج کے بجٹ میں جتنا بھی زیادہ پیسہ ہو، بہت کم ہوگا۔ کیونکہ ہم تو اپنے گھروں میں رہتے ہیں لیکن وہ سرحدوں پر رہتے ہیں۔ وہ جس طریقے سے آپ کے ملک اور قوم کی خدمت کرتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں اس ملک کے نام پر، ان کے لیے یہ بھی بہت کم ہے۔ جناب چیئرمین! یہ افسوس کی بات ہے کہ ہم ان کی روٹی کا بھی حساب لیں، ان کے یونیفارم کا بھی حساب لیں، ان کی گاڑیوں کا حساب لیں، ان کی توپوں کا حساب لیں۔ یہ کیا بات ہوئی۔

جناب چیئرمین! ہمیں تو چاہیے کہ سینیٹ کے تمام اراکین مل کر یہ تجویز دیں کہ ہمارا جو بجٹ ہے وہ بھی اگر ہماری افواج کو دیا جائے تب بھی کم ہے۔ کیونکہ لڑتے، مرتے وہی ہیں۔ ہمارے لیے تو وہی شہید ہوتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کتنے جوان شہید ہوتے ہیں جب جنگ ہوتی ہے۔ پھر بھی ہم بیچاروں کی یہاں پر بیٹھ کر برائیاں کرتے ہیں۔ ان کی روٹی اور نوالے گنتے ہیں۔ ان بیچاروں کے جوتوں کو گنتے ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے جناب چیئرمین۔ آپ بیشک اس کو یہاں پر discuss کریں، ہر انسان کی اپنی مرضی ہوتی ہے، کوئی پابندی نہیں ہے لیکن میں تو چاہتی ہوں کہ جو میرے ملک کی حفاظت کرے، جو میرے پاکستان کی حفاظت کرے، جو میرے ملک کے لیے شہید ہو، میں تو ان کے لیے اگر اپنی جان بھی دوں تب بھی کم ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جناب شاہد حسن بگٹی۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں موجودہ حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے initiative لیا ہے اور کم از کم دو صفحات پر کچھ معلومات دیئے ہیں۔ جناب! آپ کی اجازت سے اس کی detail میں جانے سے پہلے میں، ہمارے محترم ڈپٹی چیئرمین جان جمالی صاحب نے آج جو یہاں پر lunch break سے پہلے جو تقریر کی تھی اس کے حوالے سے میں دو جملے بولنا چاہوں گا۔ جناب گزارش یہ ہے کہ جب سے ہم اس ہاؤس میں آئے ہیں تو یہاں پر اکثر اوقات یہ مسائل جن کی طرف آج جان جمالی صاحب نے نشاندہی کی ہے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے تقریباً تمام اراکین، ان مسائل کی نشاندہی اکثر و بیشتر کرتے رہے ہیں۔ خاص طور پر ملٹری آپریشن کے حوالے سے میں اور ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ گلا پھاڑ کر چیختے رہے ہیں لیکن ہمیشہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! جان جمالی کو آپ بھی جانتے ہیں اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والا ایک ایک شخص جانتا ہے کہ جان جمالی کا اس خاندان سے تعلق ہے جس کا پاکستان بننے سے لے کر پاکستان کے دو لخت ہونے تک اور پاکستان کے دو لخت ہونے سے لے کر آج تک مسلم لیگ سے وابستگی رہی ہے۔ ان کے خاندان کی پاکستان سے loyalty پر کسی بھی طرح شک نہیں کیا جا سکتا۔ ہم تو ہمیشہ سے غدار ٹھہرے رہے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ لیبل لگتا رہا ہے کہ ہم غدار ہیں لیکن اس خاندان پر کوئی بھی اس حوالے سے انگلی نہیں اٹھا سکتا کہ ان کی loyalty مشکوک ہے۔ جناب چیئرمین! جب آج جان جمالی بھی ہماری باتوں کی تائید کرتے ہوئے انہی مسائل کی نشاندہی کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہونا چاہیے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگ تو میں اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ کرتا ہوں اس لیے کیونکہ آپ لوگ ہماری کشتیاں پہلے جلا چکے ہیں۔ اب آپ لوگوں کی نیا ڈوبنے کا وقت آرہا ہے۔ جس کی نشاندہی آج جان جمالی کر چکے ہیں۔ جان جمالی وہ شخص ہیں جو چٹکلوں سے دوستوں کو محظوظ کرتے رہتے ہیں لیکن آج بلوچستان کے حوالے سے اشک بار آنکھوں سے انہوں نے جن مسائل کی طرف نشاندہی کی وہ اس بات کا مظہر ہیں کہ حالات بہت خراب ہوتے جا رہے ہیں اور انہیں خرابی کی

طرف لے جایا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! ایک جملہ میں یہ کہوں گا کہ آج بلوچستان کے چیف منسٹر نواب اسلم رئیسانی ہیں ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے جب وہاں پر اتنا serious financial crunch ہے تو انہیں ذرا اپنے ارد گرد بھی نظر ڈالنی چاہیے اور جو انہوں نے پچاس افراد سے زائد کی کابینہ بنائی ہوئی ہے اس پر بھی ذرا غور کریں۔ جہاں سے بھی وہ financial resources بچا سکتے ہیں وہ اس طرف بھی دھیان دیں۔

جناب والا! اب میں ڈیفنس بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ آج یہ جو دوصفحات ہمیں دیے گئے ہیں جناب اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ یہ پوری سچائی نہیں ہے۔ جو figures یہاں پر دیئے گئے ہیں this is not the whole truth اس لیے کہ قوم کو بے وقوف بنانے کے لیے جو آرمی سے لوگ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں ان کو جو پنشن دیا جاتا ہے وہ سویلین سائیڈ پر ڈال دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں ابھی پچھلے دنوں briefing دی گئی تھی کہ سوات میں، میں باقی علاقوں کا نام نہیں لیتا۔ صرف سوات میں جو چند مہینے آرمی کا آپریشن ہوا ہے پچیس ارب انہوں نے ڈیمانڈ کیا تھا جس میں سے کم و بیش تیرہ سے لے کر پندرہ ارب روپے، صرف سوات کے فوجی آپریشن پر خرچ ہوئے ہیں۔ اگر اسی طرح فاٹا میں جو کچھ ہوا، بلوچستان میں جو mass scale پر آپریشن ہوا اگر وہ تمام رقوم بھی اس میں ڈال دی جائیں تو I do not know where this figure will touch.

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ آج پاکستان آرمی سے جو ایماندار سے ایماندار ایک سٹار جنرل جس کو یہاں پر بریگیڈئر کہتے ہیں، ایماندار سے ایماندار بریگیڈئر ریٹائر ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ over all دس سے پندرہ کروڑ روپے کا package لے کر، مختلف حوالوں سے، وہ ریٹائرڈ ہوتا ہے۔ پلاٹ کے حوالے سے، جو job اس کا منتظر ہوگا اگر ان تمام benefits کو دیکھا تو when he retired sir, he retired through the package of 150 to 200 million rupees.

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! ہم اس کا احترام کرتے ہیں وہ ہماری سرحدوں کا

محافظ ہے۔ اس نے کئی بار ہمیں defend بھی کیا ہے لیکن ہمیں ایک ادارے کے pros and cons دونوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ جب ہم کامیابوں کی بات کرتے ہیں تو ہمیں کارگل کی ناکامی بھی نہیں بھولنی چاہیے۔ ہم جب دوسری طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں فاٹا سوات اور بلوچستان میں اس کی بمباریاں بھی نہیں بھولنی چاہیے۔ اور سب سے بڑھ کر جمہوریت پر ہمیشہ جو شب و خون مارتے رہتے ہیں وہ بھی ہمیں نہیں بھلانی چاہیئے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ جس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے یہ ان کی ضروریات سے کہیں زیادہ ہے لیکن اب چونکہ allocate ہو چکا ہے میں نہیں سمجھتا کہ موجودہ حکومت میں اتنا will ہوگا کہ اس میں کٹوتی لگائیں لیکن over all میں سمجھتا ہوں کہ جو تمام ملکی بجٹ ہمارے سامنے آیا ہے وہ ایک مناسب بجٹ تھا۔ اس میں بہتری کی گنجائش موجود تھی۔ اس صورت میں جو بجٹ بنانے والے سی بی آر کے جیسے آج فیڈرل بیورو ریونیو کہا جاتا ہے اس کا چیئرمین اگر مجرا سیکھنے پر توجہ دینے کی بجائے اگر بجٹ پر زیادہ concentrate کرتا تو یہ بجٹ زیادہ بہتر ہوتا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نعیم حسین چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آج یقیناً پاکستان کی تاریخ کا اہم دن ہے خاص طور پر ہمارے قائد ایوان میاں رضا ربانی صاحب کی کوششوں سے اور ہمارے سب کے مطالبے پر یہ ڈیفنس بجٹ پہلی دفعہ پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ اس کی تفصیل جیسے میرے ساتھیوں نے کہا کہ زیادہ نہیں ہے۔ میں سمجھتاہوں کہ کم از کم ice break ہوئی اور آئندہ آہستہ آہستہ فوجی دیکھیں گے اور برداشت کریں گے تو یقیناً تفصیلات بھی اگلے سال آجائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دفاعی بجٹ میں کسی قسم کا کوئی cut نہیں لگنا چاہیے۔ خاص طور پر ان کے سامان کے لیے' ان کی بنیادی ضروریات کے لیے دل کھول کر' خوش دلی سے اس بجٹ کو sanction کرنا چاہیے۔ جناب والا! جب پاکستان بنا تو اس وقت قائد اعظم کی آواز پر غریب عوام اور ان پڑھ لوگوں نے لبیک کہا تھا۔ اس وقت بھی بہت زیادہ جاگیردار' سرمایہ دار اور خاص طور پر علما کرام بھی پاکستان کے مخالف تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں مذہبی آزادی ہے اور اس میں ہم نماز روزہ کر سکتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اس وقت کے علما

کرام نے مذہبی آزادی کی صحیح طرح definition نہیں کی۔ صرف نماز روزے کی آزادی کو مذہبی آزادی نہیں کہا جا سکتا بلکہ code of life جو اسلام نے دی ہے اس پر عمل کرنا مذہبی آزادی ہوا کرتی ہے اور وہ متحدہ انڈیا میں نہیں ہوسکتی تھی۔ آپ کے حکمران اتحاد میں، کسی کی میں دل آزاری نہیں چاہتا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ حکمران اتحاد کی بڑی پارٹیاں پیپلز پارٹی، اے این پی اور خاص طور پر جے یو آئی والے بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم پاکستان بنانے والوں میں شامل نہیں ہیں۔ اس میں صرف مسلم لیگ (ن) ہے جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ مسلم لیگی تھے۔ جناب چیئرمین! اب جب پاکستان بن گیا تو یہ دنیا کا پانچواں بڑا ملک تھا اور اسلامی دنیا میں سب سے بڑا ملک تھا لیکن ہماری ناچاقیوں نے اسے چھوٹا کر دیا بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور قائد اعظم کے خلوص اور محنت سے ہمیں اس کی نگرانی کرنے میں کوئی بخیلی، کوئی کنجوسی نہیں کرنی چاہیے۔ چونکہ ہمارا دشمن بھارت ہے اور بھارت پاکستان کا اور خاص طور پر اسلام کا بڑا ہی ازلی اور بہت سخت قسم کا دشمن ہے۔ کوئی چیز وہ معاف نہیں کرتا۔ اگر ان کے عزائم اور طریقہ کار دیکھتا ہوں تو بھارت میں جو ہمارے مسلمان رہتے ہیں یا خاص طور جو کشمیر میں ہیں جتنا ظلم وستم اور جتنی بربریت ان پر ہو رہی ہے وہ ناقابل برداشت ہے لیکن ٹھیک ہے ہم اپنی کمزوریوں کی وجہ سے یہاں بیٹھ کر ہم ان کو defend نہیں کر سکتے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی safety سے ماورا ہو کر ہمارا حکمران اتحاد یہ کہہ رہا ہے کہ ہمیں انڈیا کے ساتھ آزاد تجارت، آزاد ویزا، آزاد ساری چیزیں کر دینی چاہییں۔ میں سمجھتا ہوں یہ بڑی خطرناک سوچ ہے۔ جب تک کشمیر کا فیصلہ نہیں ہوتا ہمیں اس قسم کی باتیں نہیں سوچنی چاہییں لیکن میں تو اس حد تک جاتا ہوں کہ اگر کشمیر کا فیصلہ ہو بھی جائے تو بھارت کے عوام، بھارت کی حکومت اور بھارت کے لوگوں کی سوچ، ان کی جبلت اور خصلت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں کسی صورت کوئی دھوکہ نہیں کھانا چاہیے اور ہمیشہ اپنی بقا کے لیے، اپنی حفاظت کے لیے defence کو مضبوط کرنا چاہیے اور ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: آدھا منٹ رہتا ہے جی۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اچھا جی، اس لحاظ سے ہمیں ان کی ضروریات کو پورا کرنا

عین قومی فریضہ ہے اور میں سمجھتا ہوں اگر ہو بھی جائے تو ہمیں defence فوج کی پھر بھی ضرورت ہے جبکہ بھارت جیسا ملک جو ہم سے کئی گنا بڑا بھی ہے اور اس کی فوج نیوی' ایئرفورس ہر چیز' تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کو فنڈز دینے چاہییں۔ بس صرف یہ ہے کہ جو general items ہیں یا operation کے اس میں فنڈز زیادہ رکھے گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ شاید ان کی کوئی خفیہ یا ان کے سیکرٹ فنڈز جو سیکرٹ جگھوں پر استعمال ہوتے ہیں یہ وہ ہوں گے۔ اس کا ذرا جائزہ لینا چاہیے تاکہ وہ کسی غلط طریقے سے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہ ہوں ورنہ ہمیں فوج کی ضرورت ہے اور فوج کو پوری طرح مسلح اور equipped ہونا چاہیے اور پاکستان کی بقا اور اس کے مستقبل کی یہ ضمانت فراہم کرتی ہے اس لیے ہرصورت ان کو sanction کرنا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ہمارے کچھ ساتھی ابھی بھی نام دے رہے ہیں۔ میں نے جب lunch break پر جانے سے پہلے کہا تھا کہ جلدی نام دے دیں اس لیے کہ پھر میرے لیے منصوبہ بندی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر وقت ہوا تو میں ان کو ضرور accommodate کر لوں گا ورنہ میں معذرت چاہوں گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! پارلیمانی لیڈر بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا' اگر کرنا چاہیں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! آپ کے کمرے میں فیصلہ ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں' لیکن نام تو دے دیں ناں' پارلیمانی لیڈر اپنے نام تو دے دیتے ناں۔ یہ suggestion تھی' فیصلہ تو House میں ہو گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: پتہ نہیں پھر فیصلے کہاں ہوتے ہیں۔ House کے فیصلے پھر House میں ہوں گے۔ اگر time ہوا تو میں بالکل بلا لوں گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اب جی مولانا راحت حسین' سردار لطیف خان کھوسہ' نہیں ہیں تو رخسانہ زبیری صاحبہ بول لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: عدیل صاحب نام تو دیں گے ناں۔ جو فیصلہ ہوا تھا' یہ سارا floor پر ہے۔ Final فیصلہ تو floor پر ہوا تھا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں دے دوں گا۔ میں نے کب کہا ہے نہیں دوں گا لیکن جو پہلے نام آئے ہیں میں ان کو نہ دوں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ کے کمرے میں فیصلہ ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: میرے کمرے میں تجویز ہوا تھا' فیصلہ یہاں ہونا تھا Sir ' مگر آپ موجود نہیں تھے اس کا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ بہرحال مجھے اعتراض نہیں ہے اگر وقت ہوا تو بے شک بول لیجئے گا۔ اتنا ناراض نہ ہوں۔ باقی بھی آپ ہی کے ساتھی بول رہے ہیں۔ اس لیے اتنے ناراض نہ ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں میں کیوں جاؤں گا' میرا ان سے کیا اختلاف ہے لیکن ایک House منظم طریقے سے چلانا ہے تو سب کا تعاون چاہیے۔ اگر آپ وقت پر نام نہ دیں تو میرا اس میں کیا قصور ہے؟ پھر ناراض میرے سے ہو رہے ہیں آپ۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: یہ طے ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: طے نہیں ہوا تھا' وہ تجویز تھی۔ طے floor پر ہونا تھا۔ یہی ہم نے کہا تھا کہ وہاں جا کے دیکھیں گے۔ وہاں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وہاں جا کے دیکھیں گے کہ کتنے لوگ ہیں' کتنا بولنا چاہتے ہیں۔ اس حساب سے time allocate ہوگا۔ آپ نے وہ بھی سنا تھا' وہاں موجود تھے آپ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: لیکن نام ضرور دیں یہاں' جب بھی میں نے کہا ہے۔ اگر آپ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں تو وہ میرا قصور نہیں ہے۔ بہرحال میں کہہ رہا ہوں کہ میں ٹائم دے دوں گا۔ اتنا ناراض ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اے این پی سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن مہربانی کر کے اتنا غصہ نہ دکھائیے۔ اگر سب ممبر غصہ

دکھائیں گے تو ہاؤس کیسے چلے گا؟ میں کہہ رہا ہوں کہ میں accommodate کروں گا۔ مہربانی کر کے، آپ ہمارے بزرگ ہیں، ساتھی ہیں تو تھوڑا ذرا آرام سے۔ یہاں جو ماحول ہے اسی کے حساب سے چلیں۔

جی راحت حسین صاحب آپ کو تو ہم نے پکارا تھا آپ نہیں تھے۔ چلیں اب رخسانہ زبیری کرلیں پھر بعد میں آپ کر لیجئے گا۔ چونکہ کافی ساتھی ہیں تو تین تین منٹ بول لیں مہربانی کر کے۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: شکریہ، چیئرمین صاحب۔ میں ڈھائی منٹ میں ختم کردوں گی۔ Sir, you know I am very disciplined on that.

Mr.Chairman: I agree with you.

Senator (Eng.) Rukhsana Zuberi: Thank you, thank you sir,

یہ ہمارے پاس بجٹ آیا ہے اور یہ ایک اچھا positive step ہے۔ ظاہر ہے یہ آخری حرف نہیں ہے۔ یہاں پر اس بجٹ کے حوالے سے تھوڑی سی میری observations ہیں which I would like to be passed on.

ایک تو یہ ہے کہ civil works کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے وہ خاصی substantial ہے اور جو چاروں divisions دیئے گئے ہیں بجٹ کے اس میں چاروں میں ہی substantial رقم ہے civil works کے لیے ہو سکتا ہے کہ GHQ کے لیے ہو، نئے GHQ کے لیے جو بننا شروع ہوگا۔ میری اس میں submission یہ ہے ضروری کہ اس میں environmental impact assessment study ضرور ہونی چاہیے کہ ہم پورے GHQ کو اٹھا کے یہاں لا رہے ہیں تو اس کا environment پر اور یہاں کے سارے سسٹم پر کیا اثر پڑے گا، لوگوں پر کیا اثر پڑے گا؟ This has to be seen and this should be done very professionally.

ایک تو یہ observation sir دوسری observation یہ ہے کہ اگر ہم total budget دیکھیں، جو total رقم مختص کی گئی ہے جو تقریباً تین سو بلین ہے اس میں ساڑھے

آٹھ فیصد physical assets آرمی کے بن رہے ہیں - air force 14% assets کے بن رہے ہیں اور چار سے بھی کم percentage assets نیوی کے بن رہے ہیں- Sir ہم جانتے ہیں کہ پچھلی جنگیں جو ہوئیں اس میں Navy was very week partner because of lack of resources. اب وہ زمانہ نہیں ہے - اب sub-marine and things are very very expensive. تو یہ تو technical observations تھیں

as a technical person. Sir, as a representative of women Senators, women of my province, I would submit that Defence of Pakistan is not the name of equipment and defence personnel alone.

دوسرے ملک کے Senate ہیں یا ان کی جو پارلیمنٹ میں ہیں وہ یہ بھی دیکھتی ہیں کہ ان کو کیا facilities مل رہی ہیں' ان کے لیے کیا arrangements ہے؟ کیا Defence personnel senior لوگوں کے لیے جو facilities ہیں plots اور گھر اور یہ اور وہ' کیا Junior Commanding Officers کے لیے بھی وہ ہیں؟ کیا ان کے transfers بچوں کی چھٹیاں' This is too sir, this is on the website, House of Common میں دیکھیں - کیا ان کے جو transfers ہیں وہ بچوں کی چھٹیوں کے حساب سے ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں-

Sir, there are people behind it and I would like that more detials about their employees related expenses should be given so that we can glance through and see how that children and the women and the old and the juniors are getting along and how they are being taken care of and how disabled, how special people are being taken care of. So, that is my submission and with that I would thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you to remain in the time limit. Syed Mushahid Hussain.

سینیٹر مشاہد حسین سید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-

Thank you very much, Mr. Chairman, for giving me the opportunity and I think its a great day that in the Senate and in the National Assembly the budget for the defence has been presented, itemised and this is what the role of the Parliament should be and that is the way it should go about the accountability of all institutions in Pakistan including the armed forces.

لیکن چونکہ تاریخ کی بات بھی ہو رہی ہے۔ میں یہ بھی credit دینا چاہوں گا۔ میرے
colleagues بھی ہیں اور ہمارے ساتھی اور دوست بھی ہیں

and he is outstanding parliamentarian itself. As Chairman, Defence Committee, Senator Nisar Memon, last year, for the first time Senate Defence Committee

نے in Camera exactly یہی کام کروایا تھا پوری کمیٹی کے لیے۔ اس کمیٹی کا میں بھی ممبر
ہوں and I must give him full credit کہ یہ initiative لیا تھا اس دور میں بھی اور ایک اور
initiative ہم نے لیا تھا کیونکہ یہ بھی history کی بات ہے کہ for the first time in the
history of Pakistan nuclear issue پر briefing parliamentarian کی جو میں نے ایک
initiative لیا تھا جنرل قدوائی سے مل کر اور ہم ان کے Headquarters میں گئے تھے جس میں
سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کی Defence and Foreign Affairs Committee دونوں شامل
تھیں۔ یہ میرے خیال میں ایک اچھی بات ہے۔ یہ چیزیں ہیں۔

Parliament is the supreme institution in the country. All institutions are subordinate to this institution.

اور اس سلسلے میں میں رضا ربانی صاحب کو credit بھی دیتا ہوں جو Leader of the House
ہیں۔ انہوں نے بھی اچھا initiative لیا اور اچھی بات ہے کہ وہ حکومت میں آ کے سرکاری سچ
نہیں بول رہے۔ ساتھ ساتھ

the talk of democracy, civilian supremacy, a more democratic environment.

The role of Intelligence Bureau which is part of this whole set up. It should also be examined. Intelligence Bureau

سیاستدانوں اور صحافیوں کے ٹیلی فون ٹیپ کرنے بند کرے۔ ٹیلی فون ٹیپ کرنے ہیں تو دہشت گردوں کے ٹیلیفون ٹیپ کرے and that is the major issue.

ایک final point ہے کہ ہمارے ہاں اب

we have democratic environment. We had democracy for the last four, five years. It has got more space. National Security کا جو concept ہے it has to be redefined. It has to be included the economy, education, political parties, parliament, Constition, provincial autonomy and rule of law.

یہ civilian components ہیں قومی سلامتی کے، یہ بھی شامل کرنے پڑیں گے اور میں امید رکھتا ہوں کہ national security کے یہ aspects اس کو بھی موجودہ حکومت دیکھے گی گو کہ انہوں نے اپنے بجٹ میں education جو ایک بڑا important issue ہے اس کو وہ اہمیت نہیں دی۔ But I think it is a great day for us that under your leadership Mr. Chairman اور آپ کا اس میں بڑا important role ہے کہ Senate Defence Committee last year, the Senate Formulation Committee the year before last and now the Senate and the National Parliament all seeing the presentation of the Defence Budget and are discussing it, debating it and deciding on it. Thank you very much.

جناب چیئرمین: Thank you. ظفر اقبال چوہدری صاحب۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: شکریہ جناب۔ سب سے پہلے میں defence کے ان دو صفحات پر مشتمل یہ بجٹ جو ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔ اس پر حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور واقعی یہ ایک تازہ ہوا کا جھونکا ہے ہم سب parliamentarians اس کو خوش آمدید

کہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملک کا دفاع کسی بھی قوم کے لیے سب سے بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے لیے قوم بڑی بڑی قربانیاں بھی دیتی ہے۔پاکستانی قوم نے بھی اس کے لیے بہت قربانیاں دی ہیں اور اس ملک پر جو آج قرضوں کا بوجھ ہے اور اس ملک کے عوام نے اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کرجو کچھ فوج کے لیے کیا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے لیکن یہ ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ جو کچھ عوام فوج کے لیے کرتے رہے اس کا return اس صورت میں اس کو نہیں مل سکا جس کا وہ تقاضا کرتے تھے۔بدقسمتی بھی یہ رہی ہے کہ کچھ اور فتح کرنے کی بجائے ہمیشہ عوام ہی کو فتح کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب! میں مختصراً یہ بات کہوں گا کہ ابھی بی بی رخسانہ زبیری صاحبہ نے بھی بات کی ہے کہ آج کل نئے دور کا جو تقاضا ہے اس نیوی کے حوالے سے بہت کم بجٹ رکھا گیا ہے اور اس کے مقابلے میں آپ دیکھیں ISO ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ ISO کس چیز کا مخفف ہے۔ ISO accounts جو ہے اس میں اگر یہ internal security کے حوالے سے ہے یا کچھ اور ہے تو اس کے بجٹ کو اگر آپ اس کے ساتھ موازنہ کریں تو وہ اس کا peanut بھی نہیں بنتا۔وہ ۶۶ بلین کے قریب ہے اور وہ ۲۹ بلین کے قریب ہے ۔ half بھی نیوی کا بجٹ نہیں بنتا۔جناب! اس میں جو operational charges ہیں اگر operation کے حوالے سے جیسے FATA میں operation ہو رہا ہے یا بلوچستان میں operation ہو رہا ہے، وہ بھی اس میں شامل ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ذرا cut کرنا چاہیے اور اس میں وہی، جس کی ضرورت ہے، اسی کے لیے ہی بجٹ کو approve کرنا چاہیے لیکن اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خوش آئند بات ہے اور ملکی تاریخ میں ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جس کا گورنمنٹ کو credit جاتا ہے۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: کامران مرتضیٰ صاحب۔

Thank you for observing the time, Iqbal Sahib.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب شکریہ جناب چیئرمین، ایک تو مجھے اس پارلیمان کا بڑا ادب ہے۔ایک تو قوم ہماری بڑی سادی ہے، پھر یہ پارلیمان بھی بہت سادہ ہے۔ کیوں ہم چاہتے ہیں کہ اس Defence Budget کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے۔اس لیے کہ اس پر

چاہتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ جناب دو تین آرٹیکل کی طرف دلاؤں Parliamantary control دلاؤں گا ۔ یہ ہم یہاں جتنی بھی exercise کر رہے ہیں یہ ساری فضول ہے۔ Article 82 دیکھیئے ۔ ہمیں تو اختیار نہیں ہے ۲۷، میں ہم سب recommendation دے سکتے ہیں۔ نیشنل اسمبلی کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ اس بجٹ کو ہاتھ لگا سکیں اس میں سے ایک روپیہ بھی cut کر سکیں۔ اس میں کوئی اس کا اختیار نہیں ہے ۔جناب! ذرا Article 82 دیکھیئے باقی پارلیمان بھی ذرا دیکھ لیجئے ۔

Article 82: "So much of the Annual Budget Statement as relates to expenditure charged upon the Federal Consolidated Fund may be discussed in but shall not be submitted to the vote to the National Assembly"

اب وہ Federal consolidated fund جو ہے وہ 78 میں ہے ۔ یہ کیوں ہم اپنے self-praisement کرتے ہیں میمن صاحب نے بڑا کمال کیا تھا ادھر ہم صاحبان نے بڑا کمال کر دیا ہے ۔ کمال کسی نے بھی نہیں کیا ہم ایک دوسرے کو بے وقوف بنا رہے ہیں اور دنیا میں سب سے بری بات یہ ہے کہ جب آپ کو پتا چل جائے کہ آپ کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے ۔اب اس کے بعد 78 دیکھ لیجئے ۔ آیا اس میں ایک روپیہ بھی cut کر سکتے ہیں۔ کل ایک line کا تھا آج تین page کا کر لیجئے کل سو pages کا کر لیجئے۔ کیا اس میں کسی کا بھی اختیار ہے وہ نیشنل اسمبلی والوں کا اختیار بھی نہیں ہے کہ اس میں ایک روپیہ اوپر نیچے کریں ۔ 78 پڑھیئے۔

"All revenues received by the Federal Government all loans raised by that Government and all moneys received by it in repayment of any loans shall form part of the Consolidated Fund to be known as the Federal Consolidated Fund."

اس کے بعد دوسری definition دی ہے ۔ all other moneys جناب! جو چیز part of the Federal Consolidated Fund جو amount وہاں سے آئی ہے، جو بجٹ آپ نے وہاں سے allocate کیا ہے، اس کو قومی اسمبلی بھی ووٹ نہیں کر سکتی ہے، اس میں قومی اسمبلی کا بھی

اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے دس روپے اوپر کرلیں یا دس روپے نیچے کرلیں تو پھر اس میں یہ تفصیل ایک line سے ایک page کی ہو جائے ' ایک لائن سے دس pages تک ہو جائے یہ ہم سب ایک دوسرے کو بے وقوف بنا رہے ہیں----

جناب چیئرمین: ایسی بات نہیں ہے۔اسمبلی کے پاس power ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! نہیں ہے۔نہیں ہے پھر 82 کو ایک دفعہ دیکھ لیجئے۔ کم از کم میری سمجھ تو یہ کہتی ہے کہ اسمبلی کے پاس بھی صرف discuss کرنے کی power ہے اس کے اوپر وہ ووٹ نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین: یہ صحیح ہے۔یہ correct ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ایک بار پھر پڑھتے ہیں یہ سب کی knowledge کے لیے ' ہاں چلو دوچار لوگوں نے مان لیا تو پھر ہم ایک دوسرے کو خواہ مخواہ ایسے ہی بے وقوف بنا رہے ہیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب نے ایک شعر پڑھا تھا۔میں بھی اس کے جواب میں ایک شعر سناتا ہوں۔ میں شعر سنا کر بیٹھ جاؤں گا۔میں time کو observe کروں گا کہ

میر بھی کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: مسٹر لیاقت علی بنگزئی صاحب ' نہیں ہیں۔رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج ایک انتہائی تاریخی دن ہے کہ ہمارا Defence Budget وہ پارلیمنٹ میں آیا ہے اور اس کے لیے جہاں حکومت کو تحسین پیش کی جاتی ہے۔وہاں ہمیں فخر کرنا چاہیے اپنے سربراہان افواج پاکستان پر' جنہوں نے قوم کی آواز پر لبیک کہا اور کبھی بھی کوئی ضرورت اگر قوم محسوس کرتی ہے تو اس میں armed فورسز کو کسی قسم کا انکار نہیں ہوتا اور ہونا بھی نہیں چاہیے ۔جناب والا! یہ ہماری اپنی فوج ہے یہ کہیں باہر کی فوج نہیں ہے ۔یہ ہمارےہی بھائی ہیں ہمارے ہی بچے ہیں ۔جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں

گی جو میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ Defence Budget جو ہے اس میں inflation کا rate 11 فیصد ہے ۔اس کا اضافہ بہت ضروری ہےکیونکہ اگر وہ اضافہ نہیں کریں گے تو 27 ارب روپےکم ہو جائیں گے۔جناب والا! یہ جو بجٹ ہے اس میں جدید اسلحہ اور ان کی تربیت اور تمام وہ elements آتے ہیں جس سے افواج پاکستان اپنے اخراجات پورے کرتی ہے اور وہ دفاعی صلاحیت جس کو minimum deterrence ہم کہتے ہیں۔ اس کو رکھنے کے قابل ہوتی ہے اور وہ بہت ضروری ہے۔جیسے کہ قائد اعظم نے فرمایا جو میں نے اپنی تقریر میں بھی quote کیا تھا کہ ہم یہ نہیں کہ ہمارے عزائم کسی پڑوسی ملک کے لیے برے ہیں بلکہ اپنے آپ کو مضبوط رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ ہم پر کوئی حملہ نہ کرے اور ہم کمزور نہ پڑ جائیں۔جناب والا! جو threats پاکستان کو ہمارے پیارے وطن کو ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم چوکنا رہیں اور ہماری افواج پاکستان جدید اسلحے سے لیس ہو اور ان کی تربیت میں کسی قسم کی کمی نہ ہو ۔جناب والا! نیشنل سکیورٹی ورکشاپ نمبر ۳ جب میں نے attend کی تو مجھے اس چیز کا اندازہ ہوا کہ ہمارے دشمنوں کے مقابل میں' یہ ہمارے اردگرد جن جن سےہمیں threats تھے' ان کے مقابل میں ہم کن کن چیزوں میں پیچھے ہیں۔میں یہ نہیں کہوں گی کہ اس دوڑ میں ہم شامل ہوں لیکن کم از کم اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے' اپنی سلامتی کے لیے جو کہ سب سے ضروری چیز ہے۔ہمیں اپنی افواج پاکستان کے بجٹ کو اس وجہ سے دیکھنا چاہیے کہ جو ان کی ضروریات ہیں۔وہ پوری ہوں اور اس کے لیے میں ایک دفعہ پھر یہ تجویز پیش کروں گی کہ 11فیصد جو inflation rate ہے اس حساب سے ان کا بجٹ بڑھایا جائے ۔بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب! لیکن آخر میں' میں یہ کہوں گی کہ ہماری فوج بجا طور پر جس عزت اور وقار کی مستحق ہے وہ اس کو قوم کو دینا چاہیے اور مجھے اندازہ ہے کہ ہماری قوم یہ سب دیتی بھی ہے۔ شکریہ بہت ۔

جناب چیئرمین: حاجی غفران صاحب ۔

سینیٹر محمد غفران خان: جناب چیئرمین صاحب' میں موجودہ حکومت کو جو آج step انہوں نے لیا ہے' اس پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ جناب عالی' جہاں تک ڈیفنس کا تعلق ہے' ہماری آرمی سرحدوں کی محافظ ہے لیکن اگر کہیں سیاستدانوں کو ان کی ضرورت پڑتی ہے' جیسے

بجلی کا مسئلہ ہے' اس کے میٹروں کی checking کا مسئلہ ہے تو ان سے بھی کام سے لیتے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم آرمی کی بات کرتے ہیں تو اسے اس کے کام پر لگایا جائے۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا دفاع مضبوط ہونا چاہیے۔ اس وقت پاکستان کا بم اور افواج پاکستان ہمارے دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹوں کی طرح کھٹکتی ہے۔ پاکستان ایک حقیقت ہے اور انشاء اللہ یہ قائم دائم رہے گا۔ ہم سے جتنا ہو سکتا ہے' پاکستان کے ڈیفنس کے لیے کریں گے۔ ہم سب اس کے لیے تیار ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا راحت حسین صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

(عربی)

جناب چیئرمین! سب سے پہلے اس پر خوشی کا اظہار ہے کہ ڈیفنس بجٹ کو پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ جناب والا! جیسے کامران مرتضیٰ صاحب نے مختلف Articles کا حوالہ دیا ہے' ہم تو پہلے سے یہ چاہ رہے تھے اور ہمارا یہ مطالبہ رہا ہے کہ پارلیمنٹ کو وہی تقدس ملنا چاہیے جو اس کا حق بنتا ہے یعنی صرف اسے discuss کرنے کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ پارلیمنٹ کو یہ اختیار ملنا چاہیے کہ وہ اسے منظور بھی کرے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک دفاع پاکستان کا تعلق ہے' اس کے لیے دفاعی اسلحہ خریدنا' جدید ٹیکنالوجی لینا' جہاز خریدنا اور bombardment کی تیاری کرنا اور ضروری سازوسامان خریدنا ضروری ہے۔ اس کے متعلق اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے کہ

(عربی)

اے ایمان والو' آپ اپنے ہتھیاروں کو اپنے پاس رکھیں اور مضبوطی سے تھام لیں اور اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ آپ اغیار کے مقابلے میں مطلوبہ قوت حاصل کرو تاکہ آپ کا رعب جم جائے۔ اللہ رب العالمین نے یہ فرمایا

(عربی)

اے ایمان والو' آپ صبر اور مصابرت کرو اور ربط میں قائم رہو۔ ربط کے معنی یہ ہیں کہ

آپ منظم حیثیت اختیار کرلو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(عربی)

اپنے ملک ' اپنی community' اپنے نظریات ' اپنے جغرافیائی حدود کا اگر دن کے تحفظ کا بھی انتظام کرے تو ساری دنیا اور دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں' اللہ کے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے۔ جناب چیئرمین! دو باتیں ہیں' ایک یہ ہے کہ ہم دفاعی سازوسامان خرید لیں اور ہم اس حوالے سے مضبوط ہو جائیں تو پھر اس پر کوئی تنقید نہیں کرے گا لیکن ایک شاہ خرچیاں ہوتی ہیں' تو ان شاہ خرچیوں کو اگر ذرا کم کیا جائے اور ملک کے دفاع پر توجہ دی جائے تو پھر آج کرزئی جیسا بندہ اس طرح کی دھمکیاں نہ دیتا کہ ہم اِس طرح کر دیں اور اُس طرح کر دیں گے۔ تو دفاعی پوزیشن اختیار کرنا' یہ قرآن و سنت کا ایک اعلان ہے۔ لیکن ایک بات جناب چیئرمین! ذہن نشین کرنی چاہیے کہ اس طرح کے بجٹ پیغمبر اسلام کے زمانے میں بھی تقسیم ہوتے تھے لیکن دفاع کے وہ خود سپریم کمانڈر تھے' وہ حاکم تھے 'خلیفہ تھے اور امیر تھے' نبی تھے' رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔ پیغمبر علیہ السلام نے اداروں کو تقسیم کیا تھا اور شوریٰ کے سامنے سب کو پیش کرکے پیغمبر علیہ السلام نے تقسیم کیا تھا۔ تو شوریٰ کی اہمیت

(عربی)

شوریٰ کی اہمیت کے بارے میں رب العالمین نے بیان فرمایا ہے۔ پارلیمنٹ ایک شوریٰ کی حیثیت رکھتی ہے تو پارلیمنٹ کو وہی حیثیت دینا چاہیے۔ جو شاہ خرچیاں ہیں' جہاں بھی ہوں' ان پر تنقید کرنا' یہ اس ملک کے ساتھ ایک رواداری کے مترادف ہے۔ اس ملک کے ساتھ محبت اور پیار ہے لہٰذا اگر ہم اللہ رب العالمین کے احکامات سامنے رکھتے ہوئے اس ملک کی دفاعی پوزیشن کو مضبوط کرلیں تو انشاء اللہ یہ ملک امن کا گہوارہ بن جائے گا اور دشمن خواہ اندر یا باہر ہو' اس دشمن کی وہ طاقت نہیں رہے گی کہ وہ ہماری طرف میلی آنکھ سے دیکھے۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔ عدیل صاحب! اس وقت آخری فیصلہ یہ ہوا تھا کیونکہ شاید سارے پارلیمانی لیڈر نہ بولنا چاہیں اور اگر دوسرے ممبر بھی بولنا چاہیں تو ہاؤس میں اس کے بارے میں دیکھیں گے اور پھر اسی حساب سے وقت کا تعین کریں گے کہ کتنا وقت

دینا دے اور کس کس نے بولنا ہے۔ آپ سے میں ایک مودبانہ عرض کروں کہ آپ اس ہاؤس میں نئے ہیں، ہمارا یہاں Chair سے مخاطب ہونے کا ایک روایتی طریقہ ہے، مہربانی کر کے اسے آپ بھی برقرار رکھیئے۔ آپ ایک seasoned parliamentarian ہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! point of order.

Mr. Chairman: We are not taking any point of order.

میں آپ کو اس پر تقریر کرنے کے لیے ویسے بلا لوں گا۔ آپ اس وقت اپنی بات کر لیں۔

During budget, we are not taking points of order.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب والا! اگر میری بات سے آپ کی شان میں کوئی گستاخی ہوئی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میری کوئی ذاتی بات نہیں ہے۔ اس ہاؤس کا ایک تقدس ہے۔ مجھے ذاتی طور پر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ کے دفتر میں یہ بات طے ہو گئی تھی۔

جناب چیئرمین: لیکن آپ چلے گئے تھے، کوئی بات final نہیں ہوئی تھی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہم پٹھان لوگ ایک بات پر قائم رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بات طے نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک تجویز تھی۔ معاملات ہاؤس میں طے ہوتے ہیں۔ جب آخری فیصلہ ہوتا ہے تو اسے مانا جاتا ہے۔ آپ نے جب کہا کہ میں بولوں گا، تو میرا خیال ہے کہ اتنا excite ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ جہاں ہو سکے گا، میں ضرور accommodate کروں گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا دوبارہ مشکور ہوں۔ میں اپنی حکومت کی تعریف کروں کہ انہوں نے ڈیفنس بجٹ ایوان میں پیش کیا ہے اگرچہ سینیٹ بجٹ میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتی۔ پھر ہمارے دوست نے وہ Articles بھی بتا دیے ہیں کہ دفاعی بجٹ پر کوئی بات نہیں ہو سکتی ہے اور یہ اختیار قومی اسمبلی کا بھی نہیں ہے لیکن بحث تو کر سکتے ہیں۔ جناب والا! بحث کرنے سے ہی بہت ساری نئی باتیں نکلتی ہیں۔

جناب چیئرمین! کاش اگر بجٹ میں ہمیں یہ بتایا جاتا کہ جو پیسہ عسکری بینک، بحریہ فاؤنڈیشن، شاہین کمپلیکس اور فوجی فاؤنڈیشن میں invest کیا گیا ہے، ان کا منافع کدھر جاتا ہے۔ ہر شہر میں ایک فوجی سٹیڈیم بنا ہوا ہے، اس میں دکانیں ہیں، پٹرول پمپ ہیں، ان کا منافع کدھر جاتا ہے، ان کے اخراجات کدھر جاتے ہیں۔ وہ ایک الگ بات ہے۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں ایک عجیب سی بات ہے کہ A039- General Expenses اور A09- Physical Assets میں، آپ بحریہ کے دیکھیں، فضائیہ کے دیکھیں، یہ تمام رقمیں برابر ہیں۔ ایک پیسہ کا بھی ان دونوں رقوم میں فرق نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مجھے شک ہوا کہ یہ اس اکاونٹ میں کوئی گھپلا ہے۔ یہ اکاونٹ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ impossible ہے کہ کسی بھی اکاونٹ دو figures، تمام سالوں میں، تمام اداروں میں، چاہے وہ فضائیہ ہو، چاہے بحریہ ہو، چاہے نیوی ہو یا دوسرے ادارے ہوں، ان کی برابر ہوں۔ آپ دیکھ لیجیئے۔ میں نے ان سب کو جمع کیا۔ میں جناب والا! اس سلسلے میں Leader of the House اور جناب اسحاق ڈار صاحب کی بھی توجہ چاہتا ہوں کہ بجٹ جو ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس سال کا 295 ارب،306 ملین اور 908 ہزار ہے۔ یہ درحقیقت 465 ارب، 786 ملین اور 8 ہزار روپے ہے۔ میں اسے پھر repeat کرتا ہوں۔ اس کے لیے بڑی simple سی بات ہے، آپ calculator لائیں اور آپ یہ رقمیں جمع کر لیں۔ میں نے اس پر کام کیا ہے اور میں نے یہ تمام رقمیں جمع کی ہیں جو کہ 08-2007 کا بجٹ تھا اور پھر جو revised بجٹ ہے اور پھر جو اس سال کا بجٹ ہے تو رقمیں یوں بنتی ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ 08-2007 کا بجٹ تھا، وہ 274 بلین، 982 ملین اور 786 ہزار ہے جب کہ اگر یہ actual جمع کریں تو یہ 432 بلین، 613 ملین اور 413 ہزار ہے۔ جب کہ اوپر revised بجٹ میں بتایا گیا ہے تو یہ 274 بلین، 186 ملین اور 663 ہزار ہے جب کہ آپ اسے جمع کریں تو یہ بنتے ہیں 435 بلین، 429 ملین اور 986 ہزار اور اسی طرح جو اس سال کا بجٹ ہے۔ وہ بجٹ جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ 295 بلین، 306 ملین اور 908 ہزار نہیں ہے بلکہ actual یہ 465 بلین، 786 ملین اور 8 ہزار ہے۔ یہ ہمارے development بجٹ کے almost 48% ہے۔ جناب چیئرمین، جب documents میں اتنے بلین کی غلطی ہے تو میں یہ اپنی حکومت اور قائد ایوان سے request کروں گا کہ اسے دوبارہ پیش کیا جائے اور اس پر دوبارہ بحث ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: یہ جو آپ نے جمع کیا ہے' یہ جو total تینوں components ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب آپ ان کو جمع کرلیں ۔ آپ ان کے نیچے جو ٹوٹل دیا گیا ہے وہ دیکھ لیجیے' وہ غلط ہے ۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے والا لے لیں ۔ ایک سوتیس اور سرسٹھ سوتیس اور ایک سو نوے ہو گیا ۔ اس میں پچیس جمع کر دیں تو دو سو پندرہ ہو گیا۔ یہ غلط نہیں ہے ۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب آپ ٹوٹل دیکھ لیں ۔

جناب چیئرمین: Figure صحیح ہے ۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! یہ total دیکھ لیں۔ یہ میں نے جمع کیا ہے۔ یہ میں ڈار صاحب کو بتا دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب کو دے دیں وہ دیکھ لیتے ہیں ۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کا نام میں نے بلایا تھا ۔ اس کے بعد میں کر لوں گا۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں موجودہ حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دفاعی بجٹ پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ گزشتہ حکمرانوں کو اتنی توفیق بھی نہیں ہوئی کہ وہ یہ دو کاغذ پیش کرنے کی ہمت یا جرأت کرتے۔ بہرحال یہ بہت بڑا کام ہوا ہے اور انشاء اللہ آئندہ مزید تفصیلات بھی پارلیمنٹ میں لانے کی کوشش کی جائے گی۔ دوسری چیز یہ کہ ایک میرے محترم صاحب نے کہا کہ یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں' انہوں نے تو پاکستان کی مخالفت کی تھی اور علمائے کرام کہہ کر انہوں نے یہ فرمایا۔ شاید اس بزرگ کو یہ پتا نہیں ہے کہ مغربی پاکستان میں بھی سب سے پہلے پاکستان کا جھنڈا ایک عالم دین نے لہرایا تھا اور مشرقی پاکستان میں بھی سب سے پہلے پاکستان کا جھنڈا ایک عالم دین نے لہرایا تھا' جن کا تعلق ہمارے ساتھ تھا۔ دونوں کا تعلق ہمارے ساتھ ہے اور پھر جب انگریز نے برصغیر پر قبضہ کیا تو ان کو نکالنے کے لیے جو

جنگ لڑی گئی، اس میں سب سے زیادہ قربانی علمائے کرام نے دی ہے۔ اگر علمائے کرام کی قربانیوں کو نکال دیا جائے تو برصغیر کی ہسٹری نامکمل رہ جاتی ہے۔ ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ دو چار چیزیں ضروری تھیں۔ جہاں تک دفاعی بجٹ کا تعلق ہے، کسی مہربان نے کہا کہ برداشت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ فوج ہماری محافظ ہے۔ ہماری فوج، اللہ اس کو حقیقی فوج بنا دے۔ ہمارے محافظ ہمارے رب ہیں، اللہ کے سہارے چل رہے ہیں:

نہ انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور

چلی جا رہی ہے خدا کے سہارے

ہماری فوج نے ہمیں فتح کیا ہے۔ ہماری فوج نے ہمیں مارا ہے۔ ہماری فوج نے لال مسجد کا اقدام کیا۔ ہماری فوج نے ہمارے بے گناہ بچوں کا خون بہایا۔ ہماری فوج نے سوات کے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

ہماری فوج نے اہل وطن کو مارا۔ میں سمجھتا ہوں کہ دفاعی بجٹ میں کم از کم پچاس فیصد کمی کی جائے۔ regular افواج کا تصور اس قوم کے خلاف ہے۔ regular افواج میں کمی کی جائے اور پاکستان کے ہر شہری کو فوجی ٹریننگ دی جائے۔ و آخرو دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let's have order in the House. Yes, Prof. Khurshid Ahmed.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد! آپ نے بولنا ہے؟ تشریف رکھیں۔ آپ بولنا شروع کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب کو سنیے۔

Let's no cross talk please. Order in the House no cross talk. Order in the House please. Prof. Khurshid Ahmed has the floor

خالد صاحب تشریف رکھیے۔ آپ بول چکے ہیں۔ گلشن سعید صاحبہ آپ بھی تشریف رکھیں۔

Let's have order in the House please. Let's have the order in the House. Prof. Khurshid Ahmed has the floor. Khurshid Sahib

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir figures stand reconciled and corrected. Madam

کچھ تو اچھی بات ہاؤس میں کریں۔

جناب چیئرمین: نہیں میں نے یہ دیکھا تھا۔ موٹا موٹا دیکھ لیا تھا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: عدیل صاحب سے معاہدہ طے پا گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: خورشید صاحب کو سن لیں۔ پروفیسر خورشید احمد۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ہر ممبر اپنے آپ کو خود کنٹرول کر سکتا ہے۔ اس میں میرا تو کچھ نہیں ہے۔ ٹائم تھوڑا ہے' پروفیسر خورشید صاحب کو سن لیں۔ پروفیسر خورشید احمد۔ خورشید صاحب کو سن لیں۔ ہمارے پاس وقت بہت تھوڑا ہے۔ ابھی ہمارے کچھ ساتھی رہتے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد۔

There should be order in the House I agree. Prof. Khurshid has the floor now.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب ہاؤس خاموش ہو تو بولوں۔ اگر ہاؤس خاموش نہ ہو تو کیسے بولوں۔

جناب چیئرمین: I think گلشن سعید صاحبہ! تشریف رکھیے

let's continue the proceedings.

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں sir تقریر نہیں کروں گا۔

Mr. Chairman: Let's have order in the House.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب اگر ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو ہمیں مختلف points of view کو سننا چاہیے اور یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہاؤس آپ regulate کرتے ہیں۔ کوئی individual member جو ہے وہ ہاؤس کو regulate نہیں کر سکتا۔ میری ہاؤس کے تمام ممبران سے گزارش ہو گی۔

جناب چیئرمین: میرے ساتھ تعاون کریں۔ میں التجا کر رہا ہوں تاکہ ہاؤس کو منظم طریقے سے چلا سکوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ہر ایک کا point of view سننے کا حوصلہ رکھیں اور میرا خیال ہے۔

We go to move forward.

Mr. Chairman: Memon Sahib, you have a point.

سینیٹر نثار احمد میمن: ہم جمہوری طریقے سے ہر چیز کی بات کر سکتے ہیں۔ہر ایک اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ مگر کچھ حدیں ہوتی ہیں۔ جہاں پر نیشنل سیکورٹی کا معاملہ آ جاتا ہے تو وہاں پر ان کے اعتراضات ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میمن صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن: اعتراضات بھی ہیں اور احساسات بھی ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ! میمن صاحب کو سن لیں۔

Let's have order in the House Mr. Nisar Memon has the floor I will urge all

the members please maintain the decorum of the House.

سینیٹر نثار احمد میمن: اس کا پاس رکھتے ہوئے اگر وہ الفاظ ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ تشریف رکھیں - میمن صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن: بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ممبر صاحب کا جمہوری حق ہے مگر چونکہ یہ معاملہ نیشنل سیکورٹی کا ہے' احساسات کا ہے۔ اعتراضات ہیں تو میری گزارش ہو گی مولانا صاحب سے کہ وہ الفاظ جن سے دل دکھا ہے' جس سے قومی سلامتی کا مسئلہ ہے' اس کو حذف کر دیں - معاملہ ختم ہو جائے گا۔ میرے خیال میں یہی طریقہ ہے اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے خورشید صاحب کو سن لیں۔ اس وقت بحث دوسری بات پر ہو رہی ہے۔ ہمارے پاس وقت بہت تھوڑا ہے۔ بہت کم وقت ہے ہمارے پاس ۔خورشید صاحب ہمارے senior colleague ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد please آپ۔ جھگڑا صاحب! آپ بولنا چاہ رہے ہیں؟ مسٹر اقبال ظفر جھگڑا! آپ بولنا چاہ رہے تھے بولیے۔

سینیٹر اقبال ظفر جھگڑا: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام ہاؤس کا جمہوری حق بنتا ہے کہ اگر کوئی بات انہوں نے کہنی ہو' کسی institution کے متعلق کوئی چیز point out کرنی ہو تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہے' نہ ان کو روکا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ افواج پاکستان کا ہم احترام کرتے ہیں' لیکن فوج کوئی مقدس گائے نہیں ہے کہ اس کے خلاف کوئی بات نہیں کی جا سکتی اور اس کے خلاف بھی بات نہیں ہو رہی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سن لیں' سن لیں interrupt نہ کریں۔ سن لیں۔

سینیٹر اقبال ظفر جھگڑا: میں ان سے یہ request کروں گا چیئرمین صاحب! اور آپ سے request کروں گا کہ اس طریقے سے ممبرز کو threat نہ کریں کہ وہ ممبرز کو بٹھائیں۔ اگر آپ نے اس کو بٹھانا ہے تو آپ کریں گے' this is not the way how House

should be regulated دوسری بات یہ ہے' جناب چیئرمین صاحب! کہ آج صبح جب ہم پارلیمنٹ میں آئے اور ابھی پھر آئے تو پارلیمنٹ کے entry gate پر ممبران پارلیمنٹ جو خود گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے تھے' ان کی گاڑیوں کو بھی physically search کیا جا رہا تھا اور وہ کہتے تھے کہ ڈگی کھولیں۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے' جب ہم باہر دوسرے ملک جاتے تھے' تلاشیاں ہوتی تھیں تو ہم ہنستے تھے' آج ہماری اپنی پارلیمنٹ کے گیٹ پر ہماری تلاشیاں لی جا رہی ہیں۔ یہ بڑی شرم اور افسوس کی بات ہے اور یہ میں آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں' میں اس سے پہلے رضا ربانی صاحب کے نوٹس میں بھی لایا تھا لیکن اس پر کچھ نہیں ہوا۔ جب میں دوبارہ آیا تو again they asked me to get the boot checked but I refused. میں نے check نہیں ہونے دیا اور میں اندر آیا ہوں۔ آپ اس کا نوٹس لیں اور آئندہ جب ممبر گاڑی میں بیٹھا ہو تو یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم بھی دہشت گردوں کی لسٹ میں آ جائیں تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: جی اس کو دیکھ لیں گے۔ ابراہیم صاحب' آپ نے بولنا ہے' پہلے میں نے آپ کا نام لیا تھا' آپ رہ گئے تھے' بولنا چاہتے ہیں؟ مختصر رکھیں' دو' تین منٹ زیادہ سے زیادہ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جی بالکل دو' تین منٹ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں صرف ایک ہی نکتہ عرض کرنا چاہوں گا۔ افواج پاکستان کا احترام ہم پر لازم ہے۔ اس بات پر میں حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ پہلی بار defence budget تفصیلاً House کے سامنے آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! آئین میں افواج پاکستان کے functions بیان کیے گئے ہیں۔ ملک کا دفاع' ان کا بنیادی فریضہ ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے and subject to law act in aid of civil power when called upon to do so. اس کو سول انتظامیہ کے تعاون کے لیے بھی بلایا جا سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ نکتہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلح افواج کو بنیادی ذمہ داری کے ساتھ' امن کی حالت میں اس کا جو فارغ وقت ہوتا ہے' اپنی دفاعی صلاحیتوں کو بڑھانے کے ساتھ' ساتھ ان کے فارغ وقت کو قومی تعمیر میں

استعمال ہونا چاہیے اور میں یہ عرض کروں گا کہ انجینئر کور کو سڑکیں، پل اور پہاڑوں میں سرنگ بنانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس طرح ایجوکیشن کور اور میڈیکل کور سے تعلیم اور صحت کے میدان میں کام لیا جائے۔ اس کے ساتھ آرٹیکل 245 کے بارے میں حکومت کے لیے میری یہ تجویز ہے کہ اس میں دستور کی ساتویں ترمیم کی رو سے اس پورے آرٹیکل کو clause (1) بنا دیا گیا ہے، اس کے ساتھ clauses 2, 3, 4 add کی گئی ہیں۔ دوسری clause یہ ہے:

The validity of any direction issued by the Federal Government under clause (1), shall not be called in question in any court.

یہ سرحدوں کے دفاع کی حد تک تو درست ہے لیکن جہاں civil authority کی aid کے لیے ان کو طلب کیا جائے تو اس میں لکھا ہے subject to law اور subject to law کو کوئی عدالت ہی adjudicate کر سکتی ہے کہ civil authority کی aid کے لیے ان کو subjet to law طلب کیا گیا ہے یا اس کے علاوہ ان سے کام لیا گیا ہے۔ اس لیے اس میں ساتویں ترمیم کے اندر جو ترامیم کی گئی ہیں، یہ مناسب نہیں ہیں، ان کو نئی آئینی ترمیم کے ذریعے سے ختم کیا جائے۔ اگر ان کو civil authority کی aid کے لیے طلب کیا جائے تو ان کو عدالت کے فیصلے کا پابند ہونا چاہیے، ان کے ماتحت ہونا چاہیے اور فوج اگر اپنی آئینی اور قانونی ذمہ داریاں پوری کرے گی، مجھے یقین ہے کہ فوج کا پوری قوم احترام کرے گی۔ فوج پر الزام تب آتا ہے، جب وہ اپنی آئینی اور قانونی ذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، ملک کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی اب ختم کریں تا کہ باقیوں کو وقت دیا جائے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اس سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: لیاقت علی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین

صاحب۔ میں فاضل رکن ایوان بالا' اپنی بہن محترمہ گلشن سعید صاحبہ کے جذبات کا احترام کرتا ہوں' انہوں نے بڑے اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے اور ایسا ہونا ہی چاہیے۔ جناب چیئرمین! آج الحمد للہ coalition government نے اپنا ایک اور وعدہ جو انتخابات سے پہلے کیا تھا کہ دفاعی بجٹ کو اس House میں زیر بحث لائیں گے' پورا کیا۔ یہ ہمارے ایک وعدے کی تکمیل ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! فوج کسی بھی ملک کے دفاع کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ادارہ ہوتا ہے لیکن جس طرح کسی بھی ادارے کے اپنے parameters ہوتے ہیں اور انہی parameters پر دفاعی' خارجی یا داخلی اعتبار سے' ان کے کام متعین ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین! جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ نظریاتی سرحدوں کا تحفظ بھی ہمارے انہی اداروں کا کام ہوتا ہے۔ جو جغرافیائی سرحدیں ہیں' میں ان کے سلسلے میں بڑے افسوس سے کہہ رہا ہوں' مجھے کوئی خوشی نہیں ہے کہ ہماری فوج وہ کارکردگی نہیں دکھا سکی جو اس کی ذمہ داری تھی۔ سانحہ مشرقی پاکستان' سانحہ کارگل اس کے علاوہ سیاچن' یہ سب ہماری مسلح افواج جن ایام میں برسر اقتدار تھیں' ان ہی دنوں یہ سانحات ہوئے۔ ہمیں خوشی نہیں' میں انتہائی دکھ اور افسوس سے یہ بات کر رہا ہوں اور جہاں تک ہماری نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہے تو آپ دیکھیں کہ انہی مارشل لا کے دور میں "روشن خیال پاکستان" کا ایک نیا idea انہوں نے دیا جبکہ نظریہ پاکستان ایک مسلمہ چیز ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی بنیاد پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ہماری نظریاتی سرحدوں کا بھی دفاع کرتے لیکن انہوں نے روشن خیالی کا ایک نیا فلسفہ دے کر یہ ملک ہم نے جس مقصد کے لیے حاصل کیا تھا' اس سے روگردانی کی۔ بڑے افسوس کی بات ہے' مجھے افسوس ہو رہا ہے اور پورے House کو افسوس ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی اب' ختم کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی: تین منٹ پورے ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہاں تین تو ہو گئے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی: شکریہ۔ ٹھیک ہے بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: Thank you. مولانا عبد الغفور حیدری۔

سینیٹر عبدالغفور حیدری: جہاں تک defence budget کو یہاں پیش کرنے کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کی اچھی کارکردگی اور ایک پیش رفت ہے اور رفتہ رفتہ باقی ساری چیزیں بھی آ جائیں گی۔ اگر قانون سازی کی ضرورت پڑی، تو قانون سازی بھی ہو گی۔ یہاں ایک بات جو اس ادارے کے حوالے سے کرنا چاہوں گا۔ سب نے کہا فوج بحیثیت ادارہ، سر آنکھوں پر لیکن اگر فوج حکومت میں آئے گی، فوج پالیسیاں بنائے گی، فوج ہمارے گھروں میں گھس کر ہمارے ننگ و ناموس کو تباہ و برباد کرے گی۔ ہماری عورتوں کو بے آبرو کرے گی۔ ہمارے بوڑھوں کا قتل عام کرے گی۔ ہمارے بچوں کو گرفتار کر کے عقوبت خانوں میں ڈالے گی تو پھر فوج پر تنقید ہو گی۔ پھر فوج کا جو تقدس ہے ختم ہو جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ جنرل پرویز مشرف نے اس ادارے کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ میں تو حیران ہوں، جناب! اس House میں چیلنج کرتا ہوں کہ پاکستان کی آزادی یا تحریک پاکستان میں کسی فوجی کا خون شامل نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

تحریک پاکستان میں اگر خون شامل ہے تو میرا شامل ہے۔ میرا خیال ہے کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ جناب عالی! ہمیں فوج جس طرح ملی اور دو تین سال تک برطانیہ کا جنرل، چیف آف آرمی سٹاف رہا، جس انداز سے رہا، جس انداز سے تربیت کی، میں تو حیران ہوں، حوصلہ ہونا چاہیے، ان کو سننا چاہیے، جب وہ بات کرتے ہیں تو ہم ان کی بات سنتے ہیں۔ علما پر تنقید کی گئی، ہم نے سنا لیکن افسوس ہے وزیرستان میں ہزاروں لوگوں کو قتل کیا گیا اور ان کے گھر اجاڑ دیے گئے۔ بلوچستان کے اسی سالہ بوڑھے سردار، نواب کو قتل کیا گیا۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: ایک سیکنڈ اور لوں گا۔ اسی طرح جامعہ حفصہ کے معصوم بچوں کو بمباری کر کے بھون ڈالا گیا۔ ایسے واقعات اور ایسے کردار والے افراد کو بھی میں اگر کچھ نہ کہوں تو پھر کون کہے گا جناب چیئرمین۔ میں سمجھتا ہوں ماضی میں ہماری فوج کا کردار ٹھیک نہیں رہا اور اگر یہ کردار اسی طرح رہے گا تو کسی پاکستانی کا اعتماد فوج پر نہیں رہے

گا۔ Thank you جناب چیئر مین۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئر مین: خورشید صاحب! آپ بولیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کا بے حد ممنوں ہوں کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں بڑے دکھ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ مجھے 17 سال اس ایوان میں ہو گئے ہیں لیکن ہمارے کچھ بھائی اور بہنیں جس انداز میں اب گفتگو کر رہے ہیں بلکہ محاذ آرائی اور جنگ کا سا نقشہ بنا رہے ہیں' یہ بڑا افسوس ناک ہے۔ میرے ساتھ اس سے پہلے یہ کبھی نہیں ہوا ہے کہ میں بولنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں اور ایوان میں اس قسم کا میدان کارزار گرم ہوا ہو' مجھے بہت دکھ ہوا and I want to bring on the record. جناب والا! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اچھا قدم ہے کہ defence budget کی کچھ معلومات اس ایوان کے سامنے رکھی گئی ہیں' میں اس کو دو پہلوؤں سے welcome کرتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ تاریخی innovation یا initiative Senate میں لیا گیا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ وزیر خزانہ اور Leader of the Housse دونوں نے اس معاملے میں ایک بڑا اچھا کردار ادا کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں جو document دیا گیا ہے' اس کو پڑھنے کے بعد جہاں مجھے خوشی ہوئی ہے کہ کچھ معلومات تو ہمیں دی گئی ہیں' وہیں میرے ذہن میں اقبال کا یہ شعر آیا کہ:

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے' یہ رزاقی نہیں

میں ان معلومات کو welcome کرتا ہوں لیکن مجھے توقع ہے کہ معروف عالمی معیارات کے مطابق ہمیں security کا اندازہ ہے اور ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ کچھ معلومات ایسی ہوتی ہیں جو sensitive ہیں اور ان کو sensitive رہنا چاہیے' انہیں باہر نہیں آنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عوام کا کوئی ایک پیسہ جہاں بھی خرچ ہوتا ہے' اس پر

نگرانی، احتساب اور sanction یعنی اس کی اجازت یہ تمام عمل ہونا چاہیے۔ میں آپ کو یہاں پر America کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ America سے defence budget کسی اور کا نہیں ہے اور جمہوری اعتبار سے بھی بہرحال وہ ایک معروف جمہوری ملک ہے لیکن وہاں پر ایک Budget Appropriation Committee ہے اور اس کمیٹی میں defence کے تمام معاملات میں وہاں debate ہوتی ہے لیکن Parliament کی کمیٹی کے سامنے حتیٰ کہ ہر force کا جو جرنیل incharge ہوتا ہے، وہ خود آتا ہے، وہ اپنی request سامنے رکھتا ہے، discuss کرتا ہے، کمیٹی والے question کرتے ہیں اور پھر finalize کرتے ہیں۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ماضی میں یہ صورت حال نہیں تھی لیکن جن Huntington صاحب کا بہت ذکر ہے اور ان کی civilization پر کتاب کا بار بار سنتے ہیں، ان کی ایک کتاب Army and civil relationship پر بھی ہے، وہ Harvard کا پروفیسر تھا اور اس نے اس کتاب میں خاص طور پر یہ دکھایا ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں کس طرح فوج کا direct contact president سے ہو گیا تھا اور انہیں ایسے اختیارات مل گئے تھے جو اس سے پہلے America کی تاریخ میں کبھی نہیں ملے۔ اس کے بعد پانچ سالوں میں امریکی Parliament نے، Congress نے step by step دکھایا کہ کچھ اقدامات کئے گئے اور کس طریقے سے دوبارہ فوج کے پورے نظام کو، فوج کی ضروریات کی حفاظت کرتے ہوئے civil supervision کے تحت لائے۔ ہمارے لیے یہ ساری معلومات دنیا میں موجود ہیں، کوئی نئی بات نہیں کر رہے، اس لیے ان تمام تجربات کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں فوج کی حقیقی ضروریات پوری ہونی چاہییں، جہاں security سے متعلق sesitive معاملات مخفی رہنے چاہییں، وہیں یہ بات بھی ضروری ہے کہ محض ایک کی بجائے چار لائنیں نہیں، میں repeat کرتا ہوں کہ ایک کے بعد چار لائنیں نہیں بلکہ مناسب، ضروری تفصیل سامنے آنی چاہیے، اس پر گفتگو ہونی چاہیے اور گفتگو کس اعتبار سے ہونی چاہیے کہ اس ملک کی security کے تقاضے کیا ہیں، فوج میں professionalism پیدا کرنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ Technology کا جو دور ہے، اس technology کے دور میں personnel اور technology میں کیا تناسب ہونا چاہیے، یہ وہ سارے issues جو political issues ہیں جن پر Parliament ہی صحیح رہنمائی دے سکتی ہے، یہ فوج کے فیصلے کرنے کے لیے نہیں ہیں۔

آپ دوسرا صفحہ نکالیں اور ان کو دیکھیں گو 8 items دیے گئے ہیں لیکن دراصل چار ہیں، باقی ان کی تشریح ہیں تو ہمیں صرف ایک کی بجائے چار لائنیں دی گئی ہیں۔ جناب! اگر اس کو compare کریں تو ہمارے سامنے بڑی اہم بات آتی ہے، مثال کے طور پر Army کا جو پورا بجٹ ہے، وہ 123.3 billion ہے لیکن اس میں جو salaried employment کا portion ہے، وہ آدھے سے زیادہ ہے، 66.9 billion ہے۔ اس کے بعد operating expenses 20 billion ہیں اور جو چیز سب سے اہم ہوتی ہے، وہ physical assets ہیں یعنی اس کی technological base ہے، اس پر صرف 22 billion ہیں، آپ اس کو Air Force سے compare کریں، Air Force کا بجٹ 67 billion ہے لیکن اس میں employment related 79 billion ہیں اور اس کے مقابلے میں operating expenses 30 million ہیں لیکن physical assets 40 million ہیں۔ اس کے معنیٰ یہ ہے کہ جو technological edge چاہیے، وہ موجود نہیں ہے اور atomic power بننے کے باوجود یعنی technological edge atomic power بننے کے بعد جو transformation ہونا چاہیے تھا کہ man power personnel position کم ہو، technological زیادہ بڑھے تاکہ آپ کو technological edge حاصل ہو سکے۔ آج کی جنگ گھوڑوں کی جنگ نہیں ہے، آج کی جنگ technology کی جنگ ہے لیکن آپ دیکھیں کہ انہی figures میں کتنا بڑا فرق ہے۔

نیوی سے compare کیجیے، Navy کا کل بجٹ جو ہے، اس میں آپ دیکھیں کہ 5 millon employment related آ رہا ہے، 3 billion operation سے related ہے اور 13 billion physical assets ہیں اور یہ صحیح ہے۔ آپ! relatively دیکھیے کہ Navy اور Air Force بلاشبہ Army کا حصہ جغرافیائی اور tradition کے اعتبار سے بھی زیادہ ہونا چاہیے لیکن آج کی دنیا میں Air Force اور Navy کسی حیثیت سے بھی کم اہم نہیں ہیں۔ یہ ایک بدقسمتی ہے، میں یہ بات دکھ سے کہہ رہا ہوں کیونکہ میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے، میں اس لیے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ پاکستان کے budgeting میں 1947 سے 1958 تک دونوں باتیں تھیں یعنی defence budget زیادہ ہوتا تھا، document اٹھا کر دیکھ لیجیے، زیادہ تفصیلات آتی تھیں۔ مارشل لا لگنے کے بعد، 58 کے بعد یہ سارا معاملہ ہوا ہے۔

دوسری بات جو بڑی اہم ہے، وہ یہ ہے کہ گو ہم اس وقت بالکل ایک early stage پر تھے لیکن جو proportion Navy, Air Force and Army کا تھا، وہ ایک خاص طرح سے ہوتا تھا۔ جتنے مارشل لا کے periods رہے ہیں، ان میں relatively Army کا portion بڑھتا گیا ہے اور relative position Air Force and Navy کی کم ہوتی گئی ہے۔ یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے اور ہمارے طے کرنی کی بات ہے، اگر Army in command of the political تو decision making objective نہیں ہو سکتا اور نہ ہوا ہے۔ میں دراصل یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سارے important issues ہیں جن پر صرف Parliament بحث کر سکتی ہے اور کی کمیٹی سے رہنمائی لے سکتی ہے، expert advice لے سکتی ہے، اس میں کسی کی مداخلت یا difference کا مقصد نہیں ہے، مقصد یہ ہے کہ کب اور کس طرح اس ملک میں security کے معاملات کو threat perceptions کو اور Army کے professionalism کو۔ باقی مجھے اپنے دوستوں کی اس بات سے اتفاق ہے، چاہے اس پر کوئی کتنا ہی برہم ہو کہ جہاں Army ہماری عزت اور اس ملک کی حفاظت کے لیے اہم ترین قوت ہے، وہی Army اس قوم کی ملازم ہے، اس دستور کے ماتحت ہے، civil administration کے ماتحت ہے۔ میں بڑے ادب سے ان لوگوں سے اختلاف کروں گا جو یہ کہتے ہیں کہ وہ نظریاتی defence کی ذمہ دار ہے، میں یہ بات نہیں سمجھتا، وہ civil government کی خادم ہے اور یہ civil قیادت کا کام ہے کہ وہ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی دونوں سرحدوں کی حفاظت کرے گی۔ اس کی حفاظت کرنا civil ملازمین، فوج، عام شہری سب کے لیے ہو۔ یہ بات کہ Army کو یہ حق دے دیا جائے کہ وہ نظریاتی تحفظ کے نام پر جب چاہے intervene کرے جو چاہے تبدیلیاں لائے، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ Army کا کام اس نظام کے تحت کام کرنا ہے تو میں اس کی تائید کرتے ہوئے، ان اہم issues کو اٹھاتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ پہلا قدم ہے، آئندہ زیادہ تفصیلات آئیں، understanding کے ساتھ آئیں، دنوں ایوانوں میں آئیں، ان پر کھل کر بات ہو اور انشاء اللہ اس سے خیر رونما ہو گا۔ آپ نے مجھے موقع دیا، شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں سب ممبروں سے پھر التجا کروں گا کہ House کے

احسن طریقے سے چلنے میں ہر کسی کے تعاون کی ضرورت ہے' بولنے کے حق پر کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا لیکن substance ہو' حقائق ہوں' الفاظ اور لہجے میں اتنی احتیاط کریں کہ دوسروں کے جذبات نہ ابھریں تاکہ House کی proceedings میں کوئی خلل نہ پڑے۔ میری یہ التجا ہے کہ یہ بڑی بنیادی بات ہے' اس میں سب سے تعاون چاہوں گا۔ ابھی میرے پاس تین چار اور speakers ہیں پھر Leader of the Opposition اور Leader of the House نے بولنا ہے اور ڈار صاحب کی budget speech ہے تو میں تینوں نام پکار لیتا ہوں' اگر آپ مہربانی کر کے اس کو مختصر کر لیں۔ ڈاکٹر ساجد۔ میں آپ کو بلاتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

Mr. Chairman! this is the first time that the defence budget is presented in the Parliament and apparently the coalition government should deserve our appreciation. Having said this, I would like to point out that whatever has been presented to us, it can hardly be called a budget, this is a break up of the expenditure of the three services, the Army, Airforce, Navy and the Defence Production.

Mr. Chairman! we would also like to know that as to what extent the budget that was earmarked for the 2007-08, was actually spent. What percentage of the budget allocated was actually utilized? Also we would like that according to the US sources, Pakistan received a grant of 7 billion dollars, and out of this 5.5 billion dollars was given for defence and I would like to know as to what is the US contribution to the defence budget of the last year and expected contribution in the forthcoming budget.

Mr. Chairman! I would also like to know that there are several

institutions in the Army, they are income generating units for instance the Wah Ordnance Factory, the Kamra Aeronautical Complex, they export a lot of equipments out side and we would like to know as to what is the contribution of these institutions in the receipt of the Army budget.

Mr. Chairman! I would like to endorse this budget provided the Army do not interfere in the civilian affairs of the state and in this connection I would like to suggest that ISI, I understand the ISO means for the Interservices Organization, the ISO should be completely kept away from the national politics.

Mr. Chairman! I would also like to point out to the House that whenever the Armed Forces have entered into the corridor of politics, its potential capability has been drastically suffered and damaged. And some of my friends here pointed out, the unfortunate professional performance of our Army in 1965 War, in the 1971 War and also in the Kargil and Siachen crises. And therefore, I would like to suggest that the Army should solely and entirely concentrate on professionalism.

Mr. Chairman! I would also like to mention that whatever we inherited in 1947 was a colonial army and unfortunately our Armed Forces have kept up those traditions, they have mentained those traditions, its life style is the same, its national outlook is the same, its vision is typically colonial. What we need, Mr. Chairman! is, a new concept of the defence? What we need is a national army, a national army on the pattern of the state of Israel, Israel has not got a standing army of several million, it has got a reserve army, consisting of farmers, consisting of factory workers,

students, teachers and clerks. And this reserved army is maintained at a modest cost and it can be called to service within one hour notice.

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

Senator Dr. Muhammad Said: And therefore, Mr. Chairman, I would like to suggest that we have to reconstitute, in view of the defence, in view of the heavy cost of the Army, we have to reconstitute our Army, keeping in view the limited resoruces of the state. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Ismail Buledi.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین بہت مہربانی۔ مجھے اس ہاؤس 8,9 سال ہو گئے ہیں، پہلی دفعہ یہاں defence budget کو debate کے لیے لیا گیا ہے۔ گو کہ اس میں ہمیں amendment or cutting کا اختیار نہیں ہے، something is better than nothing کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔ Defence budget اس سے پہلے مستثنیٰ تھا کہ کوئی اس کا نام بھی نہ لے، یہ اس حکومت کی بڑی مہربانی ہے اور ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ پہلی دفعہ یہ ہاؤس میں under consideration لائے کہ فوج کے حوالے سے کوئی بول سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب دوسرے ادارے جوابدہ ہیں تو یہ کیوں نہیں۔ انڈیا میں آرمی چیف کا کوئی عام آدمی بھی نام نہیں جانتا لیکن آپ پاکستان کی history دیکھ لیں کہ یہاں democracy برائے نام ہے، پہلے بھی برائے نام تھی اور ابھی بھی برائے نام ہے۔ یہاں آرمی اور defence والے حکومت چلا رہے تھے، ہم ان کا احترام ضرور کریں گے لیکن اگر آپ ان کے image کو دیکھیں، ابھی فوج کے لیے ہدایت ہے کہ کوئی dress کر کے بازار میں نہ جائے، کوئی سرکاری گاڑی میں بازار نہ جائے، یہ فوج کا جو ایک award ہے اور یہ حالت ہے کہ وہ اب dress کر کے بازار بھی نہیں جا سکتے۔ 8, 10 سال پہلے جب عوام فوج کو بازار میں دیکھتی تھی تو اس کو سیلوٹ کرتی تھی لیکن آج اگر کوئی عام آدمی فوج کو بازار میں دیکھتا ہے تو اس کو اتنی نفرت ہے کہ اس کو ہم ماریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ فوج کا جو فرض منصبی تھا وہ انہوں نے ادا

نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: بس آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بالکل جی میں ختم کرتا ہوں۔ جیسا جرمنی اور جاپان نے پابندی لگائی ہے کہ وہاں فوج نہیں ہے، انہوں نے 100% ترقی کی ہے۔ ہم پاکستان اور انڈیا کو propose کرتے ہیں کہ اپنے سیاسی حوالے سے مسائل حل کریں اور یہاں بھی وہ پابندی لگائی جائے جو کہ جاپان اور جرمنی میں ہے۔ یہاں فوج کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جو پیسے ہم فوج کے لیے خرچ کر رہے ہیں، اس کو غریبوں کی development کے لیے خرچ کریں اور جتنے سابقہ فوجی ہیں اور جب یہ کرنل جنرل ریٹائرڈ ہوتے ہیں تو ان کو پلاٹ الاٹ ہوتے ہیں۔ یہ جو مراعات اور عیاشی ہے اس پر پابندی لگائی جائے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے، ایک دو اور ساتھی رہتے ہیں۔ گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں نے ہاؤس میں بہت اونچی آواز میں بات کی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! کوئی کچھ بھی مجھے بات کہے مگر میں یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ کوئی بات پاکستان کی سلامتی کے خلاف ہو، اگر بلوچستان کی بات ہوتی ہے تو سب لوگ جانتے ہیں کہ میں پہلی عورت ہوں جو کہ سب کے ساتھ کھڑی ہوتی ہوں، میرے colleagues یہ بات بتا سکتے ہیں اگر وہ سچ بولیں تو۔ میں نے ہمیشہ ان کا ساتھ دیا ہے، سندھ کی بات کی ہے تو تب میں نے ان کا ساتھ دیا ہے، جہاں پر مظلومی کی بات ہوتی ہے، پاکستان کا کوئی بھی صوبہ ہے میں اس کے ساتھ کھڑی ہوتی ہوں، کوئی میری وفاداری پر شک نہیں کر سکتا، میں نے آج تک اُدھر بیٹھے ہوئے Leader of the House سے کبھی فالتو بات نہیں کی، سب جانتے ہیں چار مہینے سے یہ اُس side پر بیٹھے ہوئے ہیں، مگر جب میرے ملک یا فوج کی بات آئے گی تو میں کہوں گی۔

(Thumping of desks)

انہوں نے East Pakistan کا الزام لگایا' میں بتاتی ہوں کہ East Pakistan کیوں الگ ہوا' وہ سیاستدانوں نے کہا کہ " اُدھر تم اور اِدھر ہم " - جناب والا! ویسے وہ ہم سے الگ نہیں ہوئے تھے' اس میں فوج کا کیا قصور تھا' فوج تھوڑی تھی' وہ زیادہ تھے' بے چارے مارے گئے۔ انہوں نے کہا کہ East Pakistan میں ہماری فوج ہاری۔ میں کارگل کی بات بتاتی ہوں' کارگل پر جب ہماری فوج نے انڈیا کی گردن دبوچ لی تو ان سے کہا گیا withdraw کرو' جائیں جا کر facts دیکھیں۔ پاکستانی فوج کوئی آسمان سے اتری فرشتہ نہیں ہے' اپنے سے دس گنا زیادہ بڑے ملک کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہوتا ہے' اگر آپ اپنی نظریاتی حدوں کو ' نظریاتی باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں' اپنے ملک سے محبت نہیں کریں گے اور 24 گھنٹے criticize کریں گے تو کیا message جاتا ہے۔ کل میں نے بولا ہے کہ کرزئی ہمیں threat کرتا ہے تو کیوں کرتا ہے' ہم اس افغانستان کی وجہ سے 30 سال سے suffer کر رہے ہیں۔ کلاشکوف ' ہیروئن ' سمگلنگ ' ساری بُری چیزیں ہمارے ملک کو برباد کر گئیں۔ ہمارا کھانا ادھر چلا جاتا ہے تب بھی ہم نہیں بولتے۔ ان کے تیس لاکھ لوگوں کو ہم نے پناہ دے رکھی ہے۔ اس کو یہ بات کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ وہ پاکستان کے اندر آ کر مارے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سینیٹ میں بیٹھ کر یہ بات کرتے ہیں۔ میں ان سے زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہوں مگر اتنی سمجھ ضرور رکھتی ہوں کہ ملک کیا ہوتا ہے اور ہماری آزادی کیا چیز ہے۔ انڈیا میں جا کر دیکھیں۔ میں وہاں دو دفعہ گئی ہوں۔ مجھے وہاں کے لوگوں پر رونا آتا ہے۔ ٹھیک ہے وہ ضرور ترقی کر رہے ہوں گے مگر وہاں پر مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ دیکھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ یہ ایک دفعہ چکر لگائیں تو پھر کبھی پاکستان کے بارے میں ایسی بات نہیں کریں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

یہ جائیں افغانستان' یہ جائیں امریکہ وہاں آپ کا پاسپورٹ دیکھ کر وہاں کے لوگ یوں پھینکتے ہیں۔ جائیں یہاں سے دفع ہو جائیں' آپ پاکستانی ہیں۔ اس لیے کہ یہ قوم اپنے آپ کو ذلیل کرنے کی ماہر ہے۔ فوج امن میں بھی آپ کے ساتھ ہوتی ہے اور کہیں دہشت گردی ہو جائے پھر فوج ' کہیں سیلاب آجائے تو فوج ' کہیں زلزلہ آ جائے تو فوج۔ امن میں بھی ' لڑائی میں بھی ہر جگہ فوج ہی ہوتی ہے۔ فوج کو بُرا کہنے کا مطلب کیا ہے؟ فوج ایک ادارہ ہے۔ آپ اگر ایک آدمی کے خلاف

ہو گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ ساری فوج کو بُرا کہیں گے۔ یہ غلط بات ہے۔ آپ سب اپنے اپنے ذہنوں کو صحیح کرلیں ورنہ یہاں روز، گلشن سعید جب تک اس میں دم ہے ضرور بات کرے گی۔ مجھے اپنا ملک بڑا پیارا ہے۔ میں نے یہیں رہنا ہے۔ میں نے ان سیاستدانوں کی طرح باہر نہیں جانا اور اربوں روپے باہر نہیں بھیجنے ۔ باہر جا کر فیکٹریاں لگاتے ہیں، میں نام نہیں لینا چاہتی ، اپنے ملک سے محبت ہو تو یہاں کے لوگوں کے لیے فیکٹریاں لگائیں۔ یہاں اپنے ملک میں لوگوں کو روزگار دیں۔ انہوں نے اپنے پیسے باہر کے بینکوں میں رکھے ہوئے ہیں ، باہر انہوں نے فیکٹریاں لگائی ہوئی ہیں۔ یہاں آ کر اس ملک کے مالک بن جاتے ہیں۔ جو کہتا ہے کہ میں نے لہو دیا ، ان کو تو حق ہی نہیں ہے اس ملک میں آنے کا۔ جس نے لہو دیا وہ زندہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: آدھا منٹ رہ گیا ہے۔ تشریف رکھیے۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! اگر میں نے سچائی کی بات کی ہے اور کوئی ناراض ہوتا ہے تو سو دفعہ ہو، میں ہر روز یہ بات کروں گی۔ ملک کے اور صوبوں کے خلاف کوئی بات کرے گا، ہم یہاں فیڈریشن ہیں ایک نمائندہ ہیں، ہمیں ایک دوسرے سے محبت بڑھانی چاہیے کہ ملک کو توڑنے کی باتیں کرنی چاہئیں۔ پاکستان بنے ہوئے ساٹھ سال ہوگئے ، اس کو آپ بہتری کی طرف لے کر جائیں۔ پرانی باتیں چھوڑیں اور اب اچھی باتیں کریں۔ خالد سومرو صاحب ! میرے بھائیوں کی طرح ہیں ان سے پوچھیں ہر اچھی بات پر میں نے ان کا ساتھ دیا ہے، کبھی میں نے ان سے گستاخی نہیں کی مگر آج مجھے ان پر بہت غصہ آیا ہے۔ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ پاکستان کے خلاف کوئی بات کرے یا فوج کے خلاف بات کرے۔

جناب والا! فوج کا بجٹ آیا ہے۔ یہ وزیراعظم کا ، صدر کا کام اور چیف آف آرمی سٹاف کا کام ہے کہ وہ آپس میں مشاورت کرکے بجٹ کو کم کریں یا بڑھائیں ۔ ہم کون ہیں ، ہم کوئی بڑے آڈیٹر جنرل لگے ہوئے ہیں کہ ہم بجٹ کو دیکھیں کہ کہاں کیا خرچ ہو رہا ہے۔ ہمارا کیا کام ہے۔ ہم نے بات کی اور انہوں نے بجٹ یہاں بھجوا دیا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے تاکہ باقی ساتھی بھی بول سکیں۔ فوزیہ فخر الزمان صاحبہ۔

فوزیہ فخر الزمان بات کرلیں پھر آپ کرلیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: وہ ٹھیک ہے جی ۔ جو غیر پارلیمانی لفظ استعمال ہوا ہے وہ آپ مہربانی کرکے حذف کردیں۔ I don't want to use that word وہ حذف کردیں۔

Mr . Chairman: Whatever any unparliamentary word is used would automatically be expunged.

سینیٹر کامل علی آغا: سومرو صاحب کے بھی کچھ الفاظ ایسے تھے جس پر ہمارے ممبران کو غصہ آیا وہ بھی حذف کیے جائیں۔

Mr . Chairman: I say , any unparliamentary word would automatically be expunged.

سینیٹر میاں رضا ربانی: ویسے یہ کوئی tit for tat کی بات نہیں ہے۔ سومرو صاحب نے کوئی ایسی بات نہیں کہی یہ باقاعدہ گالی ہے اگر آپ اجازت دیں تو I can come over there and I can tell you what it is but یہ مناسب نہیں ہے کہ میں اس لفظ کو دہراؤں۔

جناب چیئرمین: آپ اور آغا صاحب بیٹھ کر دیکھ لیں اگر کوئی ایسا لفظ ہے تو اس کو حذف کردیں گے۔ آپ اور آغا صاحب بیٹھ کر اس کو review کرلیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں نہیں چاہتا کہ اس ہاؤس کے تقدس کو پامال کیا جائے۔ میں نے اسی لیے کہا ہے کہ دونوں طرف سے جو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کو حذف کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جہاں بھی کسی کا بھی ہو اس اعتراض کی کوئی اہمیت نہیں اس کو حذف کردیں۔ جی فوزیہ صاحبہ ، مختصر کردیں کیوں کہ ہمارے اور بھی ساتھی باقی ہیں۔ فوزیہ صاحبہ کو سن لیں۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Thank you sir اتنی زبردست تقریر کے بعد مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا بولوں۔ میں تو ایک سادی سی بات کرنا

چاہتی ہوں کہ میں جب بھی کسی کرنل یا بریگیڈیئر کے گھر گئی ہوں ' میں نے ان کو اتنے اعداد و شمار کرتے دیکھا ہے ' وہ پیسے کی کمی سے تکلیف میں ہوتے ہیں ۔ اگر میرا بس چلے تو میں ان کی تنخواہیں دو گنا کردوں۔ مجھے نہیں پتا کہ اوپر جا کر یہ کیسے امیر ہوجاتے ہیں لیکن کرنل اور بریگیڈیئر تک کو تو میں نے غربت کی زندگی کاٹتے دیکھا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ

اے پتر ہٹاں تے نئیں وکدے

توں لبدی پھریں بازار کڑے

جو بھی ہو ان کی تنخواہوں کو double کردینا چاہیے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: آغا صاحب! آپ بولیں۔

سینیٹر کامل علی آغا (قائدحزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! خوش آئند بات ہے کہ آج اس ایوان کے اندر دفاعی بجٹ کو پیش کیا گیا۔ آپ آج مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ کی Chairmanship میں اس پر بحث ہو رہی ہے اور بات چیت ہو رہی ہے۔ ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے ' اپنی گفتگو کے دوران کہ ہمارا معزز ایوان جو ایوان بالا ہے اس میں سے کوئی ایسا message نہ جائے۔ یہ احساس اس قوم کے اندر موجود رہا ہے کہ اداروں کے اندر تصادم پاکستان کی بھلائی کا سبب نہیں بن سکتا۔ کوئی ایسا message یہاں سے ہمیں نہیں بھیجنا چاہیے اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے ' پروفیسر صاحب نے بڑی اچھی باتیں کیں اور انہوں نے دوسرے Parliaments کی مثالیں بھی دیں۔ ہماری طرف سے نثار میمن صاحب نے Defence Budget میں بڑھوتی کے لیے ایک proposal بھی دی لیکن Finance Committee کے اندر ہم نے اتفاق کیا کہ چونکہ یہ proposal جو دفاع کے لیے آئی ہے' اس میں 6.8% کا اضافہ کیا گیا ہے تو ہم اس کو مشترکہ طور پر unanimously اسی کو تسلیم کرلیں۔ اس مرتبہ اس پارلیمنٹ کی یہ achievement ہے کہ اس ایوان کے اندر دفاعی بجٹ کو پیش کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو appreciate کردینا ہمارے لیے بہتری کا سبب ہوگا اور آئندہ کے لیے ایک دروازہ جو کھلا ہے اس میں انشا اللہ سو بہتریاں آسکیں گی۔

جہاں تک پاکستانی فوج کا تعلق ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس بات کو ضرور دہراؤں گا کہ جب بھی اس ملک پر کوئی مصیبت آن پڑی ہے افواج پاکستان نے آگے بڑھ کر اس قوم کا ساتھ دیا۔ ابھی کل کا واقعہ ہے شمالی علاقہ جات میں جو بہت بڑا زلزلہ آیا تو آپ نے دیکھا کہ پاکستانی افواج کے نوجوانوں نے کس طرح آگے بڑھ کر اس مصیبت کی گھڑی میں اس قوم کا ساتھ دیا۔ ہمیں جہاں تنقید کا حق ہے وہاں ہمیں یہ احساس بھی رکھنا چاہیے کہ جو ادارے اپنی مکمل حیثیت کے ساتھ اس قوم کی خدمت کرتے ہیں، مصیبت کی گھڑی میں ساتھ دیتے ہیں، دشمن نے 1965 میں للکارا 1971 میں للکارا اور آپ نے یہ دیکھا کہ کس طریقے سے اس ملک کا پاکستانی افواج نے دفاع کیا۔ ہمیں ان چیزوں کو اپنے ذہن میں رکھ کر آگے بڑھنا چاہیے اور اتنا prejudiced opinion اپنے ذہن میں نہیں رکھنا چاہیے کہ ہم ایک ادارے پر تنقید کرتے ہوئے اس کی فلاح کی بجائے اس کو تباہی کی طرف لے جانے کی کوشش کریں۔ اس حکومت نے اچھا اقدام کیا ہے اور ہم اس کو appreciate کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہم یہ احساس دلانا چاہتے ہیں کہ پاکستان کی فوج ایک محافظ فوج ہے۔ پاکستان کی فوج نے اس ملک کے اندر law and order کے لیے، اس ملک کے دفاع کے لیے اپنی جان کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ ہمیں بات کرتے ہوئے اس کا خیال اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے۔ ہمیں اس قسم کے کلمات ادا نہیں کرنے چاہییں کہ ہم کسی ادارے کی تذلیل کا باعث بنیں۔ ہمیں appreciation اور حقائق دونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بات کرنی چاہیے اور میں ان الفاظ کے ساتھ کہ دفاعی بجٹ کو پارلیمنٹ میں پیش کرنا ایک اچھا قدم ہے، میں نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ ہمیں اب اپنے اعتماد کو ثابت کرنا ہے، یہ سب سے بڑی ذمہ داری Parliamentarians کی ہے کہ ہم اپنے ادارے کے اعتماد کو آگے بڑھائیں اور ایسا رویہ اختیار کریں کہ کل اس سے بہتر صورت میں یہ بجٹ ہمارے سامنے آئے، آج دو صفحے کا ہے، کل دو سو صفحے کا بجٹ ہو اور تمام چیزیں ہمارے سامنے آئیں اور ہم ان کو discuss کریں اور اعتماد بڑھے اور جہاں کمی ہو ہم اس کو پورا کرنے کا سبب بنیں اور جہاں زیادتی ہو اس میں ہم بہتری لانے کی کوشش کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! نہایت مختصر الفاظ میں کہوں گا کہ میں ان تمام speakers کا اور بالخصوص تمام پارلیمانی لیڈروں کا اور جناب قائد حزب اختلاف کا اور مشاہد حسین سید صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے coalition Government کے اس اقدام کی تعریف کی ہے۔ یہ یقیناً جناب چیئرمین! ایک تاریخی دن ہے کیونکہ پاکستان کے عوام کا، پاکستان کی سیاسی جماعتوں کا اور پاکستان کے ہر پارلیمان کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ دفاعی بجٹ پارلیمان میں لایا جائے اور اس کی تفصیلات بالخصوص سامنے آئیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ اس لمبی اور طویل struggle کا ایک پہلا قدم ہم نے اٹھایا ہے اور میں personally اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ حادثاتی طور پر مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ میں یہ motion move کروں۔ میں یہاں پر نثار میمن صاحب اور ان کی کوششوں کو جو جنہوں نے Defence Committee میں کیں سراہنا چاہتا ہوں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک طویل جد و جہد ہے جس کے اندر تمام جمہوریت پسند قوتیں اکٹھی ہوئیں اور ان کی اس جد و جہد کے نتیجے میں آج coalition حکومت اس بات میں کامیاب ہوئی کہ جو وعدہ انہوں نے پاکستان کے عوام کے ساتھ charter of democracy کے اندر کیا تھا جس پر شہید چیئرپرسن محترمہ بینظیر بھٹو نے دستخط کیے اور جناب میاں محمد نواز شریف نے دستخط کیے اور اس کو ہم عملی جامہ پہنا سکے لیکن آج میرا دل اس بات پر بھی دکھی ہے کہ یقیناً وہ لیڈر جس نے اپنا بیشتر وقت opposition کی سیاست میں صرف کیا لیکن اصولوں پر سودے بازی نہ کی اور جس کی یہ دیرینہ خواہش اور جد و جہد تھی کہ دفاعی بجٹ پاکستان کی پارلیمان میں پیش کیا جائے آج وہ شہید ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ یقیناً وہ اپنی آخری قیام گاہ میں آج کے اس موقع پر خوش ضرور ہوں گی۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ وہ تفصیلات جو غالباً دنیا کی دوسری پارلیمان میں ہوتی ہیں اتنی تفصیلات اس بجٹ میں سامنے نہیں آئیں لیکن میں یہاں پر یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ this is an endeavour of 75 days اور میں سمجھتا ہوں اور آپ بڑی اچھی طرح جانتے ہیں، یہ جد و جہد سالوں کی ہے لیکن ان سالوں کی جد و جہد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے صرف 75 days coalition government کو ملے اور آپ بخوبی واقف ہیں اور میں سمجھتا ہوں اور پورا ایوان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اس چیز کو

منظر عام پر لانے کے لیے کتنی intricacies ہیں اور کتنا دشوار ترین یہ راستہ ہے لیکن بہرحال ہم نے ایک پہل کی ہے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ آنے والے بجٹوں میں اس کی تفصیلات بڑھتی چلی جائیں گی۔ میں یہاں پر جناب چیئرمین! یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کسی ادارے کے خلاف نہیں ہیں۔ ہماری جنگ کسی ادارے کے خلاف نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ اداروں کے درمیان تصادم ہو کیونکہ ہم یہ بات جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر اداروں کے درمیان تصادم ہو گا تو پھر جمہوری جد و جہد مزید پیچھے چلی جائے گی پھر آمروں کی کرسی مزید مضبوط ہو گی۔ لہٰذا ہماری یہ کوشش ہرگز نہیں ہے کہ ہم institutions کے درمیان جنگ کروائیں۔ ہماری یہ کوشش ضرور ہے کہ آئین کے تحت ہر ادارے کا جو کردار ہے وہ ادارہ اپنے اس کردار کے مطابق آئین کے اس ambit کے اندر رہتے ہوئے اپنا role play کرے۔ جب فوج اپنا role Article 245 کے تحت play کرتی ہے اور جب اس کے جوان پاکستان کی سرحدوں کے دفاع کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو پاکستان کی پوری قوم، پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں ان کے پیچھے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑی ہوئی ہوتی ہیں لیکن جناب! جب Article 245 سے باہر نکل کر چند لوگ فوج کو استعمال کرتے ہوئے اپنے اقتدار کو طول دینے کی کوشش کرتے ہیں تو اس وقت تصادم کی ایک فضا پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آئین کے تحت جس ادارے کا جو کردار ہے وہ اس کردار کو ادا کرے۔ فوج اپنا role Article 245 کے تحت play کرے۔ We will sing its praise and its laurels. پارلیمان آئین کے تحت بالادست ہے۔ سب سے بالادست ادارہ ملک کے اندر پاکستان کے آئین کے تحت پارلیمان ہے اور اسی لیے ہم نے کہا اور اسی لیے coalition حکومت اور اسی لیے COD میں ہم نے یہ بات کی کہ تمام تر دیگر ادارے پارلیمان کے سامنے accountable ہیں۔ لہٰذا ہم نے یہ بات کہی اور ہم نے آج یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ پارلیمان کی بالادستی ہے اور فوج کا بجٹ ہم یہاں لے کر آئے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر میں ایک اور بات عرض کردوں، یہ بھی کہا گیا کہ فوج کے دیگر interests کو اس کے اندر reflect نہیں کیا گیا۔ میں یہاں پر یہ عرض کردوں کہ وہ شاید آگے چل کر ہو، کوئی بھی حکومت، میں صرف coalition government کی بات نہیں کرتا، کوئی بھی اور حکومت شاید وہ نہ کرسکے، کیوں؟ کیونکہ وہ جو financial interests, Defence

Housing Societies کے اور دیگر industrial interests جو بنے ہیں وہ stricto senso, Defence Budget کے اندر fall نہیں کرتے۔ لہٰذا یہاں پر بات ان interests کی کسی اور motion یا طریقے کے تحت تو ہوسکتی ہے لیکن یہ کہنا کہ یہ بجٹ ان کو reflect نہیں کرتا لہٰذا یہ بجٹ non-reflective ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، تیسری بات جو اٹھائی گئی وہ agencies کی بات تھی۔ Agencies کے سیاسی کردار کے بارے میں COD میں دونوں جماعتوں کی commitment موجود ہے اور coalition کی commitment موجود ہے۔ جیسے ہم نے اس commitment کو پورا کیا ہے، ویسے ہی انشاء اللہ ہم اس commitment کی طرف بھی آگے بڑھیں گے۔ میں یہاں پر ایک اور perception بھی clear کردوں جو اسی فلور پر غالباً misreporting یا misquoting کی وجہ سے سامنے آیا تھا۔ موجودہ Prime Minister نے کوئی ایسی ہدایات نہیں دی ہیں کہ کسی بھی سیاسی یا civilian personnel کا ٹیلی فون tap ہو۔ یہ بات میں clearly کہنا چاہتا ہوں and I say this after having spoken to the Prime Minister of Pakistan.

جناب چیئرمین صاحب! آخر میں، میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر East Pakistan کی بھی بات ہوئی۔ یہ موقع نہیں ہے کہ میں اس کی تفصیل میں جاؤں لیکن record کی درستگی کے لیے، ادھر تم ادھر ہم کی بھی بات ہوئی، وہ نعرہ کس طرح آیا کیسے نہیں آیا وہ تاریخ کا حصہ ہے سب جانتے ہیں کہ کس طرح manipulate کرکے اس بات کو سامنے لایا گیا، لیکن میں اس بات کو بھی وہاں چھوڑتا ہوں۔ قصور کس کا تھا، وہ میں نہیں بول رہا، حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ بول رہی ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈار صاحب! آپ بولنا چاہیں گے؟ آپ بول لیں پھر نوید صاحب موجود ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ ہر سال کی طرح میں Finance Committee میں مصروفیت کی وجہ سے ابھی تک نہیں بول سکا لیکن امید ہے چیئرمین صاحب آپ کو اچھی خوش خبری دیں گے، جب نوید قمر صاحب بات

کرلیں گے کہ پچھلے سالوں کی طرح کافی consensus کے ساتھ کام کیا' پہلے ہم اپوزیشن میں بیٹھ کر وہی consensus create کرتے تھے' آج treasury benches پر بیٹھ کر وہی جذبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 1/3rd of the proposal numbers کو consolidate کرکے آپ کو چیئرمین صاحب پیش کریں گے۔

بجٹ کے حوالے سے میں چند ایک گزارشات کروں گا' تفصیل میں نہیں جاؤں گا. کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کا پورا حصہ treasury benches کی طرف سے اور opposition کی طرف سے cover ہوچکا ہے۔ چونکہ کچھ تقاریر ایسی ہوئیں جن کی میں سمجھتا ہوں کہ clarification ضروری ہے اور میرے دوست اور بھائی نوید قمر صاحب ان تمام points کو انشاء اللہ cover کریں گے۔ یہ ایک تھوڑا سا unusual سال ہے جس میں تین حکومتیں تھیں' ایک previous government تھی' ایک caretaker government تھی اور اب 18th February کے بعد ایک نئی coalition government ہے لیکن 31st March کو اس نے oath لیا۔ آپ چونکہ caretaker government میں بھی تھے' اس سے پہلے جو previous government تھی' ان کے ساتھی اس وقت اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں' ہماری پہلی problem یہ تھی کہ how to manage the current year budget. جو کہ ہمارا بنایا ہوا نہیں تھا بلکہ ہم نے inherit کیا اور جو باقی تین مہینے تھے اس میں ہم نے اس کو manage کرنا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جذباتی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیں ایک ہو کر ان چیزوں کو جو national issues ہیں' انہیں deliberate کرنا چاہیے' ان کو bipartisan analyse کرنا چاہیے۔ A practical catharsis will lead us to have our future roadmap. اسی چیز کو اس ہاؤس میں ایک commitment دی گئی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جنوری تک ہمارا جو budget overrun تھا' جب caretaker government تھی 16th January to be precise, اس کا estimated تھا 400 ارب روپے۔ جب 31st March کو تقریباً ڈیڑھ مہینے کے بعد' ہر روز تیل کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں' تو اس کا total calculated negative impact on the budget تھا 522 ارب روپے۔ اس ہاؤس میں اس کی تفصیل پیش کی گئی تھی۔ اس میں oil differential بھی تھا' اس میں wheat subsidy بھی تھی'

اس میں electricity subsidy تھی' اس میں R&D, textile اور دوسرے sectors کی unbudgeted payments بھی تھیں اور under provisions for domestice interest payment بھی اس میں شامل تھا۔ اس 522 billion کے ساتھ قریباً 35 billion کی revenue shortfall کا عندیہ دیا جارہا تھا جو کہ اب شاید 35 کی بجائے 31 یا 32 billion کے قریب expect کیا جارہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایک نئی حکومت کے لیے یہ بہت بڑا challege تھا کہ جہاں ہمارا fiscal deficit, 400 billion تھا اور مالی سال 30 جون تک ختم ہونا تھا' وہ 950 ارب پر جا رہا تھا اور میں نے یہ commitment اس ہاؤس میں دی تھی کہ

coalition government is committed, already doing the fire fighting and *Insha-Allah*, we will not let it happen that 950 billion or 9.57 % fiscal deficit in the global economic history, Pakistan may record as the bleakest year.

میں خوشی کے ساتھ آپ سے یہ بات share کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس fire fighting work میں' اس سال کو ختم ہونے میں اب چند دن رہ گئے ہیں' 270 ارب کی adjustments کی گئیں یا incomes بڑھائی گئیں۔ دو increases آپ نے کیں' آپ کو یاد ہوگا' دو چھوٹی چھوٹی increases بعد میں ہوئیں لیکن massive effort expenditure side پر کی گئی' development and non-development sides میں' تاکہ آپ کسی reasonable figure پر close کریں۔ 7% سے کم کی commitment تھی اور انشاء اللہ 6.8% پر یہ سال close کرے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ اس ملک کے actual challenges جو تھے اور ہیں اور مجھے اپنے ساتھیوں کو کچھ statistics remind کروانی ہیں' میں ایک شہری اور سینیٹر ہونے کے ناتے اسے اپنا فریضہ سمجھتا ہوں' وہ یہ ہے کہ جب تک ہم اپنا financial discipline نہیں لائیں گے کوئی بھی حکومت ہو ہم ترقی نہیں کرسکتے۔ شاید آپ کو ایک short-sighted ایک short term کی improvement نظر آجائے لیکن ایک long term میں

you will not be able to achieve what we should achieve. With particular reference to the speeches during previous few years

اس طرف بیٹھ کر، میں عرض کرتا تھا کہ ہمارا sustainable growth path is agricultural and manufacturing. آج میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ اس جانب کی divide پر بھی اور ادھر بھی۔ وہ economist بھی جو اس وقت agree نہیں کرتے تھے، جو خوش تھے کہ luxury goods یا service industry کی وجہ سے ہورہاہے، میں ہمیشہ عرض کرتا تھا کہ یہ sustainable نہیں ہے۔ کیونکہ جب آپ local demand meet کرلیں گے، آپ وہ items export نہیں کرسکتے، آپ کی cost of production دوسرے ممالک سے particularly چائنا، کوریا وغیرہ سے بہت زیادہ ہے۔ آپ کا saturation point آئے گا، وہی ہوا۔

ہم نے دیکھا کہ ہمارا agricultural growth کا share ہمارے پورے GDP میں 1999-2000 میں 25.9 تھا تو وہ آج 20.9 رہ گیا ہے۔5% کی reduction in the GDP growth by agriculture is not a very good sign. Basically,

ہماری جو base line ہے that we are agricultural country, اس میں ہمارا سب سے quickest return ہے۔ آپ آج اس میں invest کرتے ہیں، آپ کی کئی crops سال میں دو دفعہ ہوتی ہیں۔ Industry کا ایک gestation period ہے، آپ اس میں invest کرتے ہیں۔ ہماری دوسری priority industry ہونی چاہیے اور ہے۔ اسی لئے آپ نے دیکھا کہ اس بجٹ میں agriculture and industry کی طرف redirect کیا گیا، ہمارا focus جو ہے future GDP growth اس حکومت کا اور اس میں اتنے کافی measures ہیں، اس کو میں repeat نہیں کروں گا، لیکن یہ جو financial discipline کا میں عرض کر رہا ہوں، پاکستان کو اس کی انتہائی ضرورت ہے۔ کیوں؟ What is supplementary grant, ہم اس House میں supplementary grants پر بہت debate کرتے رہے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کتابیں نہیں ملتی تھیں، اس corridor میں دس دن کے بعد جب ہم فارغ ہو جاتے تھے، ہمارے ساتھ بحث ہی

یہ ہوتی تھی، ہم کہتے تھے کہ خدا کے لئے supplementary grant دیں، وہ کہتے تھے کہ جب قومی اسمبلی میں بجٹ منظور ہو جائے گا اس کے بعد supplementary grants distribute کی جائیں گی۔

What is supplementary grant. Supplementary grant is a reflection of ill-discipline of any government,

ہماری ہو، کسی کی ہو۔ آپ کو یہ بتاتی ہے کہ یہ آپ کی technical grants ہیں اور regular grants ہیں۔ Regular grants obviously are more dangerous کہ آپ نے اگر کسی جگہ پر سو روپیہ رکھا ہے اور آپ نے دو سو روپیہ خرچ کر دیا ہے، تو وہ supplementary grants آپ کے financial discipline کو demonstrate کرتی ہیں کہ جناب آپ اگلے سال کے لئے اپنے آپ کو جگائیں اور جن وجوہات کی وجہ سے آپ کی supplementarry grants ہوئی ہیں، ان وجوہات کو بھی consider کریں اور اگلے سال کے لئے proper budget بنائیں۔

میں اپنے ساتھیوں کو remind کراؤں گا کہ ہمارا trend دیکھیں کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں 2004-05 میں ہماری supplementary grants اس ایوان اور قومی اسمبلی میں پیش ہوئیں وہ total 78 billion تھیں۔ میں regular grant کی بات کر رہا ہوں technical is not debatable. 2005-06 میں یہ رقم بڑھ کر 167 billion ہو گئی۔ 2006-07 میں پارلیمنٹ میں جو supplementary grants پیش کی گئیں وہ 187 billion پر چلی گئیں and this year is horrible, it is 299 billion, یعنی ہمیں اپنے آپ کو، کوئی گھر ہو، ادارہ ہو، یا ملک ہو، اگر financial discipline نہیں ہو گا تو جناب والا! اس میں بہت سی problems آئیں گی اور اس وقت ہم سب بھی وہی problems face کر رہے ہیں، ہم نے کی ہیں اور کریں گے اگر ہم نے اپنے آپ کو rediscipline نہیں کیا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ

78 billion to 167 billion and 187 billion and 299 billion. Sir, what trend we are showing. This is something which needs a very urgent attention.

ہماری دوسری جو problems ہیں،

I will not go into great detail, but I will just highlight the issues and what should we be doing.

پاکستان کا پچھلے کئی decades سے twin deficits ہیں جس میں ایک ہمارا current account problem ہے جس میں trade deficit شامل ہے اور دوسرا ہمارا budget deficit ہے۔ Budget deficit ابھی میں نے عرض کیا آپ ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارا جو trade deficit ہے وہ اس سال budgeted 10.266 billion تھا۔

It's going to be estimated 15.18 billion. Sir, its not sustainable. I know bulk of it is due to oil prices increase

جو کہ ابھی بھی نہیں رک رہی ہے' US $ 140 پر جا چکی ہے' but we have to find a solution آپ کیسے energy control کریں گے' اس کی utilization کیسے کریں گے۔ ساری دنیا کر رہی ہے' گاڑیوں کے odd number ایک دن چلیں گے' even number دوسرے دن۔ یہ پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے' یہ تمام دنیا کا

even developed countries are facing this problem, but unless we are conscious of the problem obviously we will not worry and debate and propose some solution. So,

اس سال ہمارا

trade balance unfortunately is going to be 50% over the budgeted figure, which is 15 billion and our current account balance which was budgeted to be US $ 7.954 billion is going to be US $ 13.615 billion. Again there is an over run of about US $ 5 billion in the current account deficit and this is major reflection.

جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے foreign exchange reserves پر جو pressure آیا' میں سمجھتا ہوں کہ ہم اسے further analyse کریں کہ ہمارا budget deficit کیوں اتنا بڑھ رہا ہے۔ جناب والا! اسی House اور اسی ملک میں اگر ہم اپنے آپ کو دیکھیں کہ ہمارا جو

expenditure تھا ' جو اس پورے ملک کا current account expenditure یا non-developmental expenditure تھا جناب والا! اس کا trend دیکھیں' میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے آپ کو ٹھیک کرنے کے لئے revolutionary measures لینے پڑیں گے۔ ہمارا 1999-2000 کا

current account expenditure 477.9 billion, our 2000-2001 also 479.0 billion, 2001-2002, 524 billion, 2002-2003, 599 billion, 2003-2004, 557 billion, and 2004-2005, 664 billion, then in 2005-2006, 789 billion, 2006-2007, 973 billion and now 2007-2008 we are going to be end up around 1475 billion. Sir, this is the problem.

جب ہم کہتے ہیں کہ ہم taxes 400 billion سے 1000 billion پر لے گئے ہیں تو ہمیں کوئی خوشی نہیں منانی چاہیے' اگر ہم نے اپنے revenues یا آمدنی کو چھ سو ارب بڑھایا ہے تو ہم اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کو پونے پانچ سو سے بڑھا کر پونے پندرہ سو پر لے گئے ہیں۔ وہاں ہم 1000 billion, Sir, this is the problem اور یہ کس کو lead کرتا ہے' ظاہر ہے کہ کسی چیز کو تو یہ lead کرے گا' وہ یہ lead کرتا ہے کہ پھر آپ زیادہ borrow کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کی 52 years کی borrowings ہیں وہ 2946 billion, both domestic and external اور ہمارے آٹھ سال اور چھ سات مہینوں کی borrowing جو ہے' we must be honest in analysing thing, that is 2749 billion. GDP is immaterial. دیکھیں یہ point scoring نہیں ہے' political بات نہیں ہو رہی' when you have more GDP, more income you should try to reduce your loans or at least freeze اور یہی ہم نے law introduce کیا کہ ہم نے اتنے percent سے زیادہ نہیں۔ unfortunately اب ہم اس میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ہماری federal government کو بھی discipline کرنا ہو گا' چاہے وہ ہماری ہو یا کسی اور کی ہو۔ مہنگائی کے طوفان میں ایک major factor جو ہے وہ external تو ہے' oil prices کی impact ہے اور جو increase through ہوئی اس کے ساتھ کوئی بھی ملک جو نوٹ print کرتا ہے, Sir اس کا آپ کو بھی پتا ہے کہ M-2 monitory

growth جسے کہتے ہیں اس کا direct impact ہے کسی ملک کی بربادی اور مہنگائی میں۔ ہمارے جو نوٹ in circulation تھے وہ 647 billion سے آٹھ سال میں increase ہو کر 4800 billion پر چلے گئے ہیں۔ جو 6.4% annual growth وہ 19.4% پر ہم جا چکے ہیں، ہمیں اس کو reduce کرنا ہو گا۔ ہمیں اس پرکم reliance کرنا ہو گا۔ ہمارے پورے سال کا بجٹ 81 billion تھا، لیکن 04 June تک جو figures میرے پاس تھے وہ 414 billion ہم Central Bank سے borrow کر چکے تھے۔ آپ opening stock سوا چار سو کا ڈال لیں تو آپ 900 billion کے قریب پہنچ چکے تھے ابھی شاید 1000 billion پر we will be closing this year. یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، ہمیں اس پرتکلیف دہ measures لینے ہوں گے اور جب تک ہم وہ تکلیف دہ measures نہیں لیں گے، یہ معاملہ اسی طرح balloon کرتا جائے گا، جیسا میں نے عرض کیا کہ اگر ہمارے non-developmental expenditures پونے پانچ سو ارب سے پونے پندرہ سو ارب پر چلے جائیں گے تو پھر آپ کو یا تو اپنے taxes بڑھانے ہیں، یا آپ کو taxes کا difference borrow کرنا ہے اور basically وہی ہم کر رہے ہیں کہ چھ سو taxes بڑھے چار سو اس وقت projected تھا کہ ہم borrow کریں گے۔

جناب چیئرمین! ہمیں austerity کرنی پڑے گی، سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ جب میں آپ کے پاس House Committee میں حاضر ہوا اور آپ کے بجٹ کو review کرنے کے لئے میں نے درخواست کی تو I think you deserve compliment کہ آپ نے agree کیا۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

کہ میں اس بجٹ کو review کرتا ہوں اور میں نے آپ کو request کی تھی کہ non-salary budget کو last year level پر freeze کریں۔ آپ نے ایک اچھا trend set کیا۔ یہی trend میں نے Speaker National Assembly سے request کی، انہوں نے بھی اپنا budget review کیا - I think both of you deserve compliment کیونکہ اس کے بعد ministries کو اس طرف لایا گیا۔ Sir, یہ federation کا ایک علامتی ادارہ ہے اور اسی لئے میں نے سب سے پہلے آپ سے request کی تھی and I am grateful کہ آپ نے اس پر لبیک کہا،

پھر سپیکر صاحبہ نے لبیک کہا اور پھر وزارتوں نے اس پر عمل درآمد کیا اور جیسا کہ نوید قمر صاحب اپنی تفصیل دے چکے ہیں کہ یہ جو freezing of the expenditure ہے I think it is a very good start اور ہمیں اس کو اگلے سالوں میں--- اور physical assets پر انہوں نے ban لگایا کہ اس سال کوئی گاڑیاں اورتعیش کا سامان نہیں خریدا جائے گا' وہ بھی ایک اچھا قدم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں آگے اپنے revenues کو کیونکہ ہمارا جو tax to GDP ratio ہے that is one of the lowest in the region. اگر ہم سے بدتر ہے تو وہ افغانستان کا ہے' یعنی اس پورے خطےمیں ہمارا GDP ratio جو تقریباً 9.9% to the GDP اس وقت ہے اور یہ ہمیں کوئی اس میں pride نہیں بلکہ ہمیں افسوس ہونا چاہیے کہ ہم پچھلے دس بارہ سال میں tax to GDP ratio نہیں بڑھا سکے۔ کیونکہ جب وہ بڑھے گا 15% کےقریب آپ آئیں گے تو وہاں آپ کی space create ہوگی پانچ' چھ سو بلین کی جس سے آپ غریب عوام کی تکالیف اور ان کے جو مسائل ہیں ان کو دور کرسکیں گے۔ آپ اس ملک کو بجلی کے major project دے سکیں گے۔ آپ ڈیم دے سکیں گے۔ ساری چیزیں ظاہر ہے کہ پیسوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔

جناب والا! غربت کے حوالے سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ جو 34 billion income support fund میں allocate کیا گیا ہے' نوید قمر صاحب یہ کہہ چکے ہیں اور یہ coalition partners کا decision ہے ۔ اس میں کوئی حکومتی یا سیاسی عمل دخل نہیں ہوگا۔ اس میں کسی قسم کی tampering خدانخواستہ اگر ہوگی تو حکومت اس کا نوٹس لے گی اور اگر ایسی بات آپ میں سے کسی کے بھی نوٹس میں آئے' میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن احسان کرے گی Coalition Government and Treasury Benches پر کہ وہ اس کی نشاندہی کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امانت کے پیسے ہیں poorest of the poor 34 billion میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت زیادہ ہونے چاہئیں اور انہوں نے already کہا ہے کہ پچاس ارب روپے تک جائیں گےلیکن اگر اس میں خدانخواستہ کوئی سیاسی یا حکومتی یا کسی individual کی tampering ہوتو اس کی نشاندہی ہم سب کا قومی فریضہ ہے اور ہمیں ensure کرنا چاہیے کہ جو most deserving لوگ ہیں انہیں کو یہ رقم جائے اور انشاء اللہ انہیں کو جائیں گے۔ اس سکیم پر نوید قمر صاحب کام کررہے ہیں اور انشاء اللہ اس کا مثبت حل ہوگا۔

جناب والا! political instability کا میں سمجھتا ہوں ایک بہت factor ہے ہماری economic stability hundred per cent تو نہیں لیکن اس کا بہت بڑا impact ہے اور جتنی جلدی ججوں کا مسئلہ حل ہوگا اور یہ problem حل ہوگا اس میں coalition partners پوری طرح کوشش کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ معاملہ حل ہوگا اور پوری قوم اس سے سکون حاصل کرے گی اور economic side پر اس کا ایک بہت positive impact ہوگا کیونکہ جو political instability ہے کسی بھی ملک میں اس کا economic stability پر بہت اثر ہوتا ہے۔

Defence budget کے متعلق میں اپنی حکومت کو بھی مبارک پیش کرتا ہوں لیکن میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ Defence budget ان houses میں 1999-2000 میں آ جانا چاہیے تھا اور میں اس ہاؤس کے ساتھ share کروں گا، ایڈمرل بخاری زندہ ہیں I visited him in August 1999. I requested him and convinced him and he agreed کہ وہ اپنا بجٹ لانے کے لیے تیار ہیں اگر جنرل مشرف باقی بجٹ پارلیمنٹ میں لانے کے لیے تیار ہوں اور پھر جنرل مشرف سے بات ہوئی، سری لنکا جا رہے تھے اور اس کے بعد سب کو پتا ہے کہ اس ملک میں coup ہوا، یہ cost pay کی اس حکومت نے اگر democratic government ہوتی 2000 نہیں تو 2001 کے بجٹ میں یہی pages جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ یہاں آ چکے ہوتے لیکن it is never too late. ہم نے Charter of Democracy میں PML(N) اور PPP نے 14th May 2006 کو لندن میں، اس میں بھی قوم کے ساتھ یہ commitment ہے کہ Defence budget یہاں آئے گا۔ میں نے اپنی responsibility 9th April, 2008 کو discharge کی جب ہم نے کابینہ میں balance sheet of the country پیش کی تو اس میں میری Chief of the Army Staff سے last بات ہوئی and he committed جو آج انہوں نے کیا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ he has made the first step towards a good journey. پارلیمنٹ کا حق ہے کہ وہ at least to begin with ابھی پوری تفصیل نہیں ہے لیکن to begin with capital expenditure کو نکال کر جتنا revenue expenditure ہے اور اس کی پوری تفصیل کیونکہ جناب چیئرمین! کوئی

عقل کل نہیں ہے۔ جہاں سول میں آپ quantity and quality کو compromise کیے بغیر کافی بچت کر سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے میں بھی کافی بچت ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک بڑی اچھی beginning ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج جو COD میں PPP and PML(N) نے قوم کے ساتھ commitment کی تھی وہ ایک اور deliver ہو رہی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اگلے سال ہمیں اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے more transparent or more تفصیل کے ساتھ ہم اس بجٹ کو ان ایوانوں میں پیش کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سینیٹر احمد علی: جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک لفظ میں بات کروں گا۔ انہوں نے بہت اچھی بات کی ہے' GDP ratio and tax کی پھر مجھے یہ جواب دے دیں کہ انہوں نے stock exchange کو کیوں چھوڑا ہے؟ اگر یہ بات کر رہے ہیں تو اس کو پکڑیں ' کیوں چھوڑتے ہیں؟

Senator Muhammad Ishaq Dar: Because Naveed Qamar is the Minister incharge, so I think, it is not proper for me to answer this question.

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ سینیٹ نے جو اپنا بجٹ کم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے' اس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ یہ میرا credit نہیں ہمارے سارے ساتھیوں کا ہے۔ ان کے تعاون سے ہے۔ آپ کا بھی اس میں حصہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سینیٹ میں ہمیشہ financial discipline رہا ہے' سینیٹ کا supplementary budget کبھی نہیں ہوا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور چونکہ ہماری Standing Committees supervise کرتی ہیں تو وہ دوسروں کو کیسے چیک کر سکتی ہیں اگر وہ خود نہ کریں۔ تو اس کے لیے بھی میں ممبرز کا مشکور ہوں کہ یہ ان کے تعاون سے ہی ہے۔ شکریہ۔ مسٹر نوید قمر۔

Syed Naveed Qamar (Minister for Finance): *Bismillah hir-Rahman nir-Rahim*. Sir, thank you for giving me a chance to come and

close the debate on the budget. First of all, of course, I am grateful to all of you, Mr. Chairman! who are now breaking new grounds when it comes to increasing the role of the Senate in the entire budget making process which had been scanty and I think even the amendments that were made in the Constitution, they did not envisage as much of a role as is being played by the Senate now in the process. And alongwith that I am grateful to all the Members of the Senate who have given useful suggestions but, particularly, the Members of the Standing Committee on Finance which is perhaps, playing the one role that was missing at the time of the presentation of Finance Bill, even the National Assembly used to go through the entire Bill in such a way that justice was not done to the legislation and that the Senate Committee sits down and goes through it threadbare, at least, greater scrutiny of the legislation takes place and I must compliment all the Members of the Senate Committee particularly my honourable friend Senator Ahmad Ali, the Chairman, I thank my colleague at my left much more, because his contribution to this budget is far greater than just of a Senate Standing Committee. Senator Prof. Khurshid Sahib, Senator Haroon Sahib, Senator Muhammad Anwar Bhinder Sahib and a number of other of my colleagues, frankly, I am not naming each one of them but each one of them contributed. But what was the land mark role was that they took a positive attitude towards the entire process. They were aware of the situation in which the Government was presenting the budget. They were aware of the fact that they need to narrow down our fiscal deficit. They were aware of the fact that some of

the decisions that we have taken are very painful but nevertheless, are important because until and unless we don't bring about macro economic stability, we cannot in any way move forward to its growth and to putting this country into a proper economic direction. Of course, most of all I am grateful to my colleague Ishaq Dar sahib from whom I picked up the charge only a few weeks to the D-Day. He had done a lot of the ground work and today what we present to you or what we had presented to you on budget day, was really a combined effort of the two of us. And whatever good or bad or ugly of the budget, both of us have to share that.

Mr. Chairman! a number of issues were raised during the budget debate in the Senate. Well, I might not respond each one of those issues, there are certain areas where some clarifications are required.

Let me start with our land mark the Benazir Income Support Programme. Let me assure Mr. Chairman! that we have tried to keep this scheme as transparent and as non-intrusive as possible. We are going to make sure that all elements of human selection in the process should be eliminated. We have, of course, the experience of both the Zakat as well as Baitulmal schemes and all the problems that people have had to face the politicizing of it, the recipient not actually getting the funds, because of pilferage and so on. When we were increasing the scale of the income support, what has been tried out in the past, we had to make sure that each one of a Pakistani citizens feels the level of comfort that we required. Just to explain the selection process sir, as I had said in the National Assembly also that we would use NADRA as a base and I have,

according to certain criteria, through a computer programme, selected for each union council of the country across the board. Obviously the NADRA base would not have any idea of using the political colors, the ethnicity, the background except for the criteria under which the poor would be selected. I know that it is not a perfect system we have a lot of problems that we anticipate even now, for example not the entire population is covered by NADRA. So, there would still be people who would might be left out of the scheme and we would want that those people should be brought into net rather than doing again manual selection process. We will encourage those people to come in and help in the cause at least one percent within the household because this money is not going to the individual, it is going to household. So, one percent within a household if he has Identity Card that household is covered. So, they should move quickly to have these cards made and we have also announced that the Government will provide all new Identity Cards free of cost. So, that portion of the problem is also taken care of and then on the distribution side also, we are trying to make it as non-intrusive as possible. The money would be distributed to the individual Bank branches which would be connected to a particular union council and the people in the first, may be in a month or 2 months, they would be showing their Identity Card but subsequently it will be through the thumb image which will be electronically generated that those people would be identified and they would be able to collect the money rather than to have the system of cheques being written and people being provided these cheques through

the post offices which again had a lot of problems. So, with the help of Allah and with the support of our colleagues and friends, we are going forward in a very large venture and as I said there would be problems but we would be moving to correct them as quickly as possible and we will need all the support and guidance from honourable colleagues sitting here in Parliament because ultimately you are the one who supervise the entire budget of Pakistan.

Sir, there were some issues raised about the subsidy and support price in wheat. I do not know why the confusion has come in. The fact of the matter is that ultimately the Government wants to completely eliminate the wheat subsidy. Sir, the wheat subsidy, as you know, is not given to the farmers of Pakistan. The wheat subsidy is given to the imported wheat, so it is as a subsidy to the farmers of Russia, America and Australia or wherever we import the wheat from. In any given year when there is a failure of the crop or a failure to achieve targets that are set in the year, only then is the subsidy in wheat increased.

And, last year, sir, unfortunately becuase at the time of sowing, the support price was not announced and was announced much later. It resulted in a reduction in the total acrage and therefore, the total production of wheat in the country and so a lot of wheat had to be imported for which a lot of subsidy had to be given. We want to face this at the very outset, we want to provide the support price to our own farmers so that he has the incentive to grow the wheat himself rather than for us, to be dependent on the imported wheat.

Sir, as I had said earlier, this is our opportunity. So, if we starve our own farmer and he is not able to produce enough then we will have to keep on subsidizing foreign farmers which is really not the policy direction where we want to go. Not only have we given the highest support price which we will again, as I had said earlier, revise and make a closure to the market at the time of the sowing but we have gone through the input prices and we are trying to give him support at that level also.

Some of our colleagues had mentioned the fact that the subsidy being given on DAP fertilizer of which prices have sky rocketed, is not enough. Sir, obviously this is a part of multi-prong strategy in order to bring the prices of the inputs down. Not only we are doubling or in fact more than doubling the subsidy that we are giving on DAP but we have also removed the Sales Tax simultaneously and the total impact of both these measures should be over a thousand Rupees in addition to the 470 rupees that was already being given. Along with that we are also going to make sure that the hoarding back of DAP by the manufacturers and particularly the importers and then the retailers does not take place. We are holding constant meetings, sir, right after the budget and we will ensure that there is a smooth supply and this price which is over 3000 varies from place to place that is brought down to well under Rs.2000 and only then it will be successful policy measure otherwise all this money will go waste.

Sir, on the issue of education and health, of course, as you know, we have substantially increased our health budget by 31% both on the

current expenditure side as well as on development expenditure side. So, in that area I think we are moving fast, we are again going into the rural are as with the Lady Health Workers Scheme which has been a successful scheme and we intend to double it, almost over night. So, I don't think at least on health area, government is being miserly.

On the education side again, though we have increased the budget but it is only slight increase because we want to re-examine some of the grand programmes that have been going on which have not as yet started. We are not going to starve any of the programmes, sir, which are already in the pipeline because there has been a disbalance from the primary, middle and high schools towards the higher education side and we want to examine the whole thing along with the education department and the HEC so that this money is utilized in a way which benefits the entire population of Pakistan.

Sir, there were some questions raised about the kind of taxation measures that we have proposed. A lot of people have said that why is it that we are only increasing the duties by 10% on the luxury cars. The fact of the matter is, that it is not just the custom duty that has been increased, we are also changing the rates at which these cars are assessed. So, the overall impact of the entire measures would be more than 25% but while doing all this we also had the fact that we want to get some revenue out of this measure because if you raise the taxes too high and the import completely stops then the revenue also starts hurting. So, while we want to discourage the use of these kind of luxury items, we also at the same

time have to balance our budget and bring in enough money. So that we are able to run our programmes including the pro-poor programmes.

Some of the other measures like tax on sewing machines. Sir, we have only raised that on the demand of our own manufacturers locally because this is an item which can easily be made and assembled here. It is not an anti women measure but it is a pro poor women measure in that sense.

Sir, some of our colleagues had raised the issue of houses to labour, class in the country, as I had mentioned in my budget speech also that we are setting out an entire revolving fund and we are going to create a scheme in which people who are working in various factories plus other people who fall in that income category will be having access to funding which will be raised from various sources and they would be able to build the low cost houses and that scheme would be announced in the future.

Sir, on the larger question of the provinces not getting adequate share, I think we have announced it very categorically that the new NFC would be constituted as soon as the Budget is over as I had said earlier and two of the provinces have already given their representatives, I heard, the Chief Minister Sindh said in his Budget speech yesterday that they have also nominated someone. As soon as we have all the nominations, we would want the work to start in earnest because I truly believe that it is not through grants, subventions and Federal Government giving charity to the provincial Governments but strictly through the provinces feeling that they have a right over their own resources. They have the capacity to

generate these funds from their own resources and therefore, the new formula that will come in, will definitely be skewed more towards the provinces than it has ever been in Pakistan's history, *Insha Allah*.

Sir, in fact, we were talking of the provinces. Today we had a meeting with honourable MNAs and Senators from Balochistan who came in with the Chief Minister and the Cabinet from Balochistan and number of measures were announced by the Prime Minister. I would just quickly go through these:

One was, increase in their schemes by another 3 billion rupees in the new Peoples Programme. Releasing funds, which were earlier announced in the Rehabilitation Scheme by the President. We shall be working to release funds as much as possible within the current financial year before the end of the month and some more during the next financial year.

Sir, then also on Balochistan, of course, I am sure that press release must have gone out on some of these things but we are working with the Government of Balochistan to ensure that some of their other funds that had been blocked up in other organizations like OGDC and all, are also released forthwith so that they will be able to increase the size of their PSDP in the provincial budget.

Sir, then coming to some of the recommendations that were given by the members of the Committee. There were a number of measures, I am sure, that tomorrow when they give us their formal proposals, then we will be able to respond more directly but I can assure you that a lot of things

have been worked out and number of things have been conceded by the Government to the suggestions given by the honourable members of the Committee.

One thing that I would like to specifically mention here is that there was a lot of concern about the fact that in the business, as usual mood, the Government is bringing in a number of Bills to be passed through the Finance Bill which has been the practice in the past also and not only the Committee but the Leader of the House in the Senate was also adamant that we should break away from this practice of the past. Sir, in deference to the Leader of the House, the members of the Committee and yourself in the Senate, sir, because I firmly believe that in the Constitution, it is envisaged that all legislation has to go through a proper procedure and particularly should have the input of both the National Assembly and the Senate and it should not be by-passed. There are certain Bills that I can announce right away that we are withdrawing from the Finance Bill and there are some others beside these which also we shall be considering before the final passage of the Bill. I can read out these Bills that I have already proposed to withdraw.

One is Section 2, which is the Pakistan Penal Code, 1860. Then Section 3, Code of Criminal Procedure, 1898. Section 13, which is a *Mudarba* Ordinance, 1980. Section 22, Insurance Ordinance, 2000 and Section 27, the FBR Act, 2007.

All of these amendments be proposed to withdraw from the Finance Bill that the Finance Bill is presented for passage in the National

Assembly but as I said that there are some other Bills that we are also considering. One thing that I would want to guard against this that after having presented, some of the measures that we have taken for the poor of the country, I would want the honourable Senators also to persevere with us in pushing those reforms true even if *stricto senso* they don't fall within the purview of a Finance Bill because there are financial measures and they are being taken in the interest of the poor but that would be when we sit together with the honourable Senators and work through those areas.

Sir, coming to another issue which has been raised here regarding the recovery of loans and the fact is that some of these loans should have been written off. While, obviously all of this requires a lot of examination and the financial impact and the budgetary impact. One thing that the Government has done and for which directive has already gone out to both ZTBL as well as the House Building Finance Corporation to forthwith stop the auctioning of the lands of the poor people who are the loanees of ZTBL as well as the auctioning of the houses of small loanees of the House Building Finance Corporation.

There is no question that people at the lowest end of our social strata, are going through a period of great hardship and whatever little we can in order to improve their lives, I think will go a long way in making our society stronger. Therefore, while we have really taken these measures, we also intend to examine what else can be done in this regard without hurting the stability of the financial institutions concerned where the

Government can and where all the institutions can help these people in this regard.

Sir, one more issue that has come up as a result of some of our speeches in the Parliament regarding the issue of liquidity of banks. While we have stated it very categorically that institutions which have been given funds, both the Government departments as well as some of the corporations to carry out development work, sometimes don't carry it out as earnestly as they should and this money is then deposited in various bank accounts at very low interest rates and not only do we get low interest rates on that side but at Government's end, it is borrowing more through the State Bank at the higher interest rates. This is not a tenable situation and we intend to create a scheme and we will be able to allow those corporations to work within the State Bank only to draw this money but at no cost, does that mean that we are suddenly going to withdraw these funds from the various banks right away. We will work this out with the State Bank and the various commercial banks that have Government's deposits and this will be phased in over a longer, much longer period of time than somehow being envisaged in the market because we want the market and the banks to have a liquidity so that more lending can take place and the growth can take place.

So, sir, all in all I think what we have tried to do through this budget, Dar sahib and myself have tried to ensure that we give a budget which at the one hand is trying to create a stability in the market, keep our deficit targets which we have for this year, at 4.7% of the GDP within a

manageable level so that it will squeeze out the extra liquidity of the money supply in the market which should bring down the inflation that we all are feeling a pressure of it, particularly, the poor of Pakistan and at the same time put the burden on those who can possibly be able to stand it and take it away from those who cannot do it.

So, I am once again grateful to the members of the Senate who have participated in this debate and have given us a lot of suggestions. Some of those, we may be able to incorporate today but *Insha Allah*, more of those we will be able to incorporate in the future budgets of this coalition Government. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you Naveed sahib. Ahmed Ali sahib, now we have the tabling of the Committee.

Senator Ahmed Ali: I beg to present the report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs and Statistics in respect of Finance Bill and Annual Budget Statement 2008-09.

Mr. Chairman: The report stands presented.

Senator Ahmed Ali : I beg to lay on the table of the House, 76 unanimous recommendations of the Standing Committee on Finance, Revenue, Economic Affairs and Statistics on Finance Bill and Annual Budget Statement 2008-09.

Mr. Chairman: Now the recommendations, are they unanimous?

Senator Ahmed Ali: These are unanimous.

Mr. Chairman: Should we approve them?

Senator Ahmed Ali : Yes.

Mr. Chairman: OK. I think I want to thank Mr. Ahmed Ali and the entire Standing Committee for the tremendous amount of work that they have put in.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I would like to take this opportunity of paying the highest regard and tribute to Mr. Ahmed Ali, who is the Chairman of the Finance Committee. He is now an old veteran at this and he goes about....

Mr. Chairman: He is a young old veteran.

Senator Mian Raza Rabbani: Old veteran. Sir, that is why I laid stress on the word old veteran he does his job very professionally, but having said that I think I cannot detract form the tremendous effort which is put in by the other members such as Prof. Khurshid sahib, Haroon sahib, indeed Senator Anwar Bhinder who spent lot of tireless days and nights in going through the tidious work of correcting the various amendments to the laws in the Finance Bill and obviously the concerted efforts for the last so many years of Senator Ishaq Dar and of Senator Safdar Abbasi are also next to none. I think the one lesson that has always emanated from the Finance Committee and now I can say that because we have tested it from both sides of the aisle is that there has been across the party view taken of the budget and as very rightly put by the Finance Minister in his opening remarks that there is a great understanding of the Government position and whatever is done, is done

with the intention of bettering the budget or in the greater national interest. I think one of the greatest examples of cross partisan work can be found in the Finance Committee of the Senate. I would also in the last, Mr. Chairman, take this opportunity for thanking the honourable Finance Minister for having shown sensitivity to the sentiments and to the correct legal position that the Senate interpretted with reference to the Finance Bill. I think that this attitude of the Finance Minister reflects that the Coalition Government is open. I concede and the Finance Minister has conceded himself that there may be still certain Bills. There are some which he is also considering, which I am also trying to persuade him but as I said this shows the openness of this Coalition Government. It shows its responsiveness to the Opposition's sentiment and it shows its respect for the institutions of Parliament and indeed Senate is an institution of Parliament and I think that this gesture is a mark of respect that the Coalition Government has for the Senate. Thank you, sir.

(Desk Thumping)

جناب چیئرمین: جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے چند منٹ بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو appreciate کرتا ہوں Standing Committee on Finance کے چیئرمین اور ممبران کا کہ انہوں نے ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی انتہائی محنت سے، لگن سے، دلچسپی سے اور محبت سے ایک خدمت کے جذبے کے تحت کام کیا اور یہ recommendations تیار کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم مہمان اداکار بھی اس میں شامل تھے ہم نے بھی کوشش کی کہ زیادہ سے زیادہ unanimous recommendations کو اس ہاؤس کے اندر لایا جائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جس محنت اور دلچسپی کا اس کمیٹی نے اور اس

ہاؤس نے اظہار کیا ہے اس کا اچھا جواب قومی اسمبلی کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے ملے گا۔ اس حکومت کی طرف سے وسیع القلبی کے ساتھ اس کو قبول کیا جائے۔ اس امید کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ کو بھی اور تمام کمیٹی ممبران کو، چیئرمین کو اور اس پورے ہاؤس کے ممبران کو جنہوں نے دلچسپی لے کر یہ recommendations بھجوائیں اور اس کے بعد ان کو pursue کیا اور کمیٹی کے سامنے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس کے بعد یہ مسودہ تیار ہوا ہے یہ بڑی محنت اور دلچسپی کا مظہر ہے میں اس مبارکباد کے ساتھ اور امید کے ساتھ کہ ان recommendations کو اس بجٹ میں شامل کر لیا جائے گا۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں بہت شکریہ۔

سینیٹر احمد علی: میں نے تو کچھ بولا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: بالکل بولیں۔ Floor آپ کا ہے جتنی دیر چاہیں بولیں۔

Senator Ahmed Ali: Sir, I have the honour to inform this august House that the Committee received 297 recommendations from the honourable Members of the Senate on 14th June. The Committee held seven meetings and it spread over to 20 hours deliberations these recommendations one by one working by partisan and spirit and come up with 73 unanimous recommendations. Sir, I wish to place on record the appreciation of the Committee and my personal appreciation for Senator Chaudhry Anwar Bhinder for taking pain to go through most of this statutes that are being amended in this Budget and has been successfully pursuing and convincing concerned Ministries to agree on 34 of the proposals. I thank members of the Committee and place my appreciation for the valuable contribution of Senator Prof. Khurshid Ahmed, Muhammad Ishaq Dar, Nisar Memon, Haroon Khan, Safdar Abbasi and Agha Pari Gul during the deliberation of the Committee.

I also like to appreciate the patience and valuable contribution of the Government , State Bank , Chairman and members of the FBR . Secretary Finance , officers of the Ministry of Finance , Secretary Planning Division , Additional Secretary Ministry of Petroleum , officers of the Security and Eexchange Commission of Pakistan in the meetings.

Last but not the least , I place on record my appreciation for the hard work put in by Mr. Iftikharullah Babar , Secretary of the Committee forpreparing this report . Sir , I would like here Mr . Anwar Bhinder to take the floor and talk about the tremendous amount of hard work he has gone through on technical difficulties and Prof . Khurshid to put some light on the difficulties. Thank you.

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب ابھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! طے تو یہ ہوا تھا کہ کل صبح پروفیسر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ کل صبح جب ہم unanimous recommendations پیش کریں گے تو ہم ان کا background بھی اور جو efforts ہوئی ہیں ان کا بھی ذکر کریں۔ اب جیسے ہاؤس مناسب سمجھے۔ میرا خیال ہے کہ جب recommendations approval کے لیے دیں گے تو ہم اس کا brief بھی دیں گے اور پھر ساری efforts کا بھی ذکر کر دیں گے یہ زیادہ مناسب ہو گا۔

سینیٹر احمد علی: جناب مجھ سے غلطی ہوگئی کہ مجھے وزیر خزانہ کا نام یاد نہیں رہا۔ میں اب وزیر خزانہ کا نام لیتا ہوں کہ انہوں نے بھی بڑا participation کیا اور ہماری باتوں کو غور سے سنا اور بعض فیصلے اسی وقت کر دیئے جو میرے لیے بالکل نئی چیز تھی۔ Thank you Mr. Minister Finance.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! ایک جملہ میں بھی کہہ دوں بحثیت combined opposition کی طرف سے۔ یہ میرے لیے بھی بڑا خوشگوار تجربہ ہے کہ نوید قمر

صاحب نے کمیٹی میں بھی شرکت کی اور یہاں بھی آئے۔ ان کے دو initiatives ایک یہ کہ ڈیفنس بجٹ کا، چاہیے وہ ابھی غیر تسلی بخش اور کم ہی ہو لیکن آجانا دروازہ کھلنے کے مترادف ہے۔ دوسرا جن قوانین کے بارے میں اس ہاؤس میں چاہیے وہ پانچ ہی سہی ہماری خواہش تو ہے کہ سترہ ہوں، رضا ربانی بارہ کے بارے میں چاہتے ہیں لیکن کم از کم پانچ سے یہ ہے کہ it is a good beginning میں چاہتا ہوں کہ یہی spirit جاری رہے اور اسی spirit سے ہم نے کام کیا ہے اور یہی توقع ہم رکھتے ہیں۔

Mr. Chairman: I will just conclude and convey the sentiment of the House.

مجھے بھی اطلاع ملتی رہی ہے۔ ہمارے ممبران احمد علی صاحب، آغا صاحب اور رضا صاحب سے کہ کیا proceedings and developments ہو رہی ہیں۔ میں احمد علی صاحب اور تمام کمیٹی کا مشکور ہوں۔ خاص طور پر نوید قمر صاحب کا جنہوں نے اتنا تعاون کیا۔ سیکرٹری فنانس، Federal Board of Revenue, سٹیٹ بنک کے گورنر اور تمام وہاں کے افسران کا، آپ کے دوسرے ساتھی اسحاق ڈار اور سارے ہمارے ممبران کا۔ یہاں پر سارے ساتھیوں کا بھی جنہوں نے اتنی پرجوش شرکت کی اور میرا خیال ہے کہ ہمارے تقریباً اکثر ممبر بولے، شکر ہے انہیں بولنے کا موقع مل گیا۔ بڑی اچھی تجاویز بھی آئیں۔ باقی ہم اس پر کل discussion continue کریں گے۔ میں سب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس پوری exercise میں تعاون کیا۔ کل انشاء اللہ دس بجے reconvene کرتے ہیں۔ میں نے اسی لیے احمد علی صاحب کو کہا کہ

you wanted to convey the appreciation of the House that is why I asked you to stay back. Dar sahib thank you again. Then we adjourn now to meet tomorrow at 10.00 a.m. sharp in the morning *Inshallah*.

[The House was then adjourned to reconvene on Wednesday, 18th June, 2008 at 10. a.m.]